اصلاح کے نام پر

افساد

تحریر

سید صفی حیدر

اللہ مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برا کہنے کو پسند نہیں کرتا اور اللہ ہر بات کا سننے والا اور تمام حالات کا جاننے والا ہے۔

(نساء۔۱۴۸)

جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے تو اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دے دی اس نے گویا سارے انسانوں کو زندگی دے دی۔

(مائدہ۔۳۲)

باسمہ سبحانہ

قارئین کرام! سلام علیکم

زیرنظر کتابچہ ان الزامات اور غلط بیانیوں کا مدلل جواب ہے جن کو گذشتہ چار برسوں میں پورے ملک میں پمفلٹس، مراسلوں اور کتابچوں کی شکل میں نشر کیا گیا ہے اور جنہیں غازی پور ضلع مظفرنگر کے ''یک نفری ادارہ'' نشر پیغام کربلا کے خودساختہ مدیر صاحب نے جولائی کے شمارہ میں ''جانئے کیا ہورہا ہے'' کے عنوان سے مذہبی اور ثقافتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حسین نام دے کر ملک اور بیرون ملک کے معاونین ادارۂ تنظیم المکاتب کو گمراہ کرنے کی غرض سے یکجا کر کے چھاپا ہے۔

اس پرچے میں مدیر صاحب نے کوئی نئی بات نہیں لکھی ہے بلکہ حسب عادت دوسروں کے چبائے ہوئے باسی لقموں کو پھر سے چبایا ہے، جس سے ان کی غلاظت اور بڑھ گئی ہے، چونکہ مدیر صاحب کے پاس صرف ایک ہی کام رہ گیا ہے کہ حالات سے بے خبر مومنین کو بالخصوص معاونین ادارہ کو ایسی گمراہ کن تحریریں بھیج کر نشر پیغام کربلا کے نام پر پیغام کربلا کی ترویج کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کی سعی لاحاصل کریں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کے ہفوات کا جواب دے دیا جائے تاکہ خدانخواستہ اگر کچھ سادہ لوح مومنین ان کی گمراہ کن تحریروں سے متاثر ہوئے ہوں تو سچائی ان کے سامنے آجائے۔

وَالسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهُ وَبَرَکَاتُهُ

سید صفی حیدر

سکریٹری تنظیم المکاتب

ادارۂ تنظیم المکاتب کے خلاف گزشتہ تقریباً چار برسوں میں جو طوفان اٹھا اس کے برپا کرنے والے ادارہ کے اندر کے وہ لوگ تھے جو حسب خواہش ادارہ پر قبضہ کرکے، ادارہ کے وسائل کو استعمال نہ کر سکے یا کسی خدمت کے بغیر نام اور منصب کے خواہاں یا میراث کے دعویدار وہ لوگ جو اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ دنیا جانتی ہے کہ اس گروہ کے سربراہ حیدر مہدی صاحب ہیں جن کی چوطرفہ بھاگ دوڑ کے نتیجہ میں اپنے آپسی اختلاف کو چھوڑ کر ان کی مدد ادارہ کے ان تمام ڈھکے چھپے اور کھلے دشمنوں نے کی جو بانیٔ تنظیمؒ سے ذاتی عناد رکھتے تھے یا تحریک دینداری اور تنظیم المکاتب کے مخالف تھے اور تھک کر بیٹھ رہے تھے۔ ان طوفان اٹھانے والوں نے ادارہ پر حکومت کی جانب سے رسیور معین کرانے کی کوشش سے لے کر حکومت کے خفیہ محکموں (IB.CBI) تک میں شکایت کرکے ادارہ کو مٹانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

جب اس فوج کے ''سوار'' ساری کوششیں کرکے تھک گئے اور قوم نے ان کی حقیقت کو سمجھ لیا تو وہ خود پس پردہ چلے گئے اور اپنے ''پیادوں'' کو ڈیوٹی پر لگا دیا۔ چنانچہ ان کی جانب سے گاہ گاہ مقامی اخباروں میں یا پمفلٹ کے ذریعہ لکھنؤ اور بمبئ میں الزام تراشی اور بہتان کا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور معاونین کو گمراہ کرکے ادارہ کو ملنے والی اعانت کا رخ اپنی طرف پھیرنے کی کوشش جاری رہتی ہے۔

انھیں پیادوں میں'' نشر پیغام کربلا'' کے نام سے نکلنے والے ایک پرچہ کے نام نہاد مدیر مسٹر ح۔ ر۔ رضوی بھی ہیں جن کا کام ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ قوم میں ایسی باتیں اٹھائی جائیں جن سے انتشار پیدا ہو اور علماء و روحانیت کو حتی الامکان بدنام کیا جائے (یہ نفسیات ان تمام افراد کے ہوتے ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں ناکام ہو جانے کے بعد ''مولانا'' بن جانا چاہتے ہیں اور جب قوم اس حیثیت سے انھیں قبول نہیں کرتی تو کبھی دین کو دانش سے الگ کرنے کا کارنامہ انجام دے کر اور کبھی پیغام کربلا کے نشر کرنے کے نام پر مسلمات و مقدسات دین اور علماء کے خلاف زہر اگل کر بھڑاس نکالتے ہیں۔)

میں نے اس ہنگامے پر طویل مدت تک مکمل سکوت اختیار کیا اور فرضی ناموں سے شائع ہونے والی ان گنت تحریروں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف جب حیدر مہدی صاحب نے جامعۃ الزہراؑ کے اپنی ملکیت ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کی اس تحریر کا جواب دیا اور ایک مقامی اخبار میں چھپی ہوئی ان کی اس دوسری تحریر کا بھی جواب دیا جس میں انھوں نے غلط بیانیوں کا ڈھیر لگا دیا تھا۔

''ح ۔ح۔ رضوی صاحب جو''ادارۂ نشر پیغام کربلا'' کے Only ''پروپرائٹر'' ہیں اپنے ''گرُو'' کی حمایت میں انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلسل نشر پیغام کربلا کے نام پر نقض پیغام کربلا کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

طویل عرصے سے تقریباً اپنے پرچے کے ہر شمارے میں کچھ نہ کچھ غلط بیانیاں اور الزام تراشیاں میرے یا صدر ادارہ یا ادارہ کے متعلق کرلیتے ہیں۔ میں نے اس پر بھی سکوت اختیار کر رکھا تھا کہ جواب دینے سے گندگی کو اور پھیلنے کا موقع ملے گا۔

مگر ہماری قوم میں ایک طبقہ ایسا بھی پایا جاتا ہے جس کی سوچ یہ ہے کہ اگر مذکورہ باتیں صحیح نہ ہوتیں تو جواب دیا گیا ہوتا۔ کہیں یہ سوچ غالب نہ آجائے اس لئے ''جانئے کیا ہورہا ہے'' کے عنوان سے ح۔ح۔ رضوی صاحب کا جولائی کا پرچہ دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اب جواب دینا ضروری ہے ورنہ سکوت کا نقصان جواب کے نقصان سے زیادہ ہوگا۔

چونکہ جولائی کے پرچہ میں زیادہ تر پرانے الزامات کو دہرایا گیا ہے۔ اس لئے اس کے ہفوات کے جواب سے گزشتہ پرچوں کی بے بنیاد تحریروں کا جواب بلکہ اس قسم کی ساری تحریروں کا جواب ہو جائے گا کیونکہ ح۔ح۔ صاحب اپنے پرچے میں سارے خس وخاشاک کو یکجا کر کے پیش کر دیتے ہیں۔ ح۔ح۔ رضوی صاحب کی تحریروں میں اہانت آمیز لہجہ ہر جگہ موجود رہتا ہے اس کو حتی المقدور نظر انداز کرتے ہوئے صرف الزامات کو قلمبند کر کے ترتیب وار جواب دیا جارہا ہے۔ پھر بھی اگر قارئین کو کہیں ناگواری محسوس ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں ورنہ ح۔ح۔ رضوی صاحب نے تو صاحبان علم کو ابن زیاد اور شیطان کا کارندہ بنانے میں بھی کوئی جھجھک محسوس نہیں کی ہے۔

ح۔ح۔ رضوی صاحب میرے اوپر الزام تراشی کی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں کہ وفات بانی تنظیمؒ کے بعد *''تنظیم المکاتب کی ترقی کی رفتار نہیں رکی۔ کیونکہ غلام عسکری صاحب کے قریبی ساتھی علامہ*

جوادی (مرحوم) مولانا کرار حسین (مرحوم)، مولانا کاظم رضا، مولانا محمد علی آصف، مولانا ظفر عباس صاحب، غلام علی گلزار صاحب، پیام اعظمی صاحب، محمد علی عبد علی صاحب وغیرہ موجود تھے۔"

ح۔ر۔رضوی صاحب نے اپنی اس عبارت میں یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ وفات بانی تنظیمؒ کے بعد جو ترقی ہوئی اس سے اس حقیر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر شاید ح۔ر۔رضوی صاحب بھول گئے کہ بانی تنظیمؒ کی وفات کے بعد صرف دو سال رئیس الواعظینؒ سکریٹری رہے تھے اور اس وقت بھی اس حقیر نے جوائنٹ سکریٹری کی حیثیت سے ادارہ کی خدمت کی تھی اور اس کے بعد سے آج تک سکریٹری کی حیثیت سے۔ لہٰذا موصوف جس ترقی کا اقرار فرما رہے ہیں وہ اسی دور سے تعلق رکھتی ہے جب یہ حقیر سکریٹری تھا۔

اس تحریر میں ح۔ر۔ صاحب نے بانی تنظیمؒ کے بعد خطیب اعظمؒ کے قریبی ساتھیوں میں سارے ناموں کے ساتھ محمد علی عبد علی صاحب پونہ کا نام بھی شمار فرمایا ہے جبکہ وہ نہ تو کل کسی شمار میں تھے اور نہ ہی آج کسی شمار میں ہیں۔ ح۔ر۔ صاحب کے محمد علی عبد علی صاحب کو علامہ جوادیؒ اور رئیس الواعظینؒ کی صف میں شمار کرنے کے پیچھے صرف ان کے ادارہ مخالف کارنامے ہیں جب کہ اس لحاظ سے انہیں حیدر مہدی صاحب کی فہرست میں شمار کرنا چاہئے۔

نئی نسل میں ح۔ر۔ صاحب نے بہت سے اس وقت کے نسل نو کے ان خادمان ادارہ کا ذکر ترک کر کے جنہیں علامہؒ نے بھی جشن سیمیں کے موقع پر لائق ذکر قرار دیا تھا، صرف **مولانا تصدیق حسین صاحب، مولوی کرامت صاحب، مولانا جواد الحید ر صاحب، مولانا منظر صادق صاحب، مولانا میثم زیدی صاحب** کو ہی قابل ذکر قرار دیا ہے اور اسی فہرست میں اپنے خدمات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

خیر خود ستائی تو ان کے خمیر میں ہے۔ جب وہ فکر تاسیس تنظیم کو اپنی نانی جان کی فکر قرار دے سکتے ہیں (نشر پیغام کربلا) تو خود کو ادارہ کا بہت بڑا حامی قرار دیں تو کیا تعجب ہے۔ حالانکہ ان سے ادارہ کو کبھی مدد نہیں ملی البتہ نقصان ضرور ہوا۔ اس لئے کہ انکے ذاتی نظریات اور مقدساتِ دینی کے متعلق ان کی بے بنیاد تحریریں تنظیم المکاتب کی سمجھی جاتی رہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے قلمی معاون مولانا منظر صاحب جو مولانا محمد علی آصف صاحب کے فرزند اور ح۔ر۔ صاحب کے ماموں زاد بھائی ہیں، ادارہ سے وابستہ تھے۔

ایک موقع پر جب میں نے مولانا آصف صاحب سے متعدد اراکین مجلس انتظام کی موجودگی

میں کہا تھا کہ آپ ح۔ح۔رضوی کے لاف وگزاف پر خاموش رہے تو مولانا نے فرمایا تھا کہ ان کا کیا وہ تو میرے خلاف بھی لکھتے ہیں، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ح۔ح۔صاحب دین کے لئے نہیں ذاتی مفادات کے لئے قلم چلاتے ہیں، جب جائیداد کا جھگڑا یاد آتا ہے (جسے سلجھانے بانی تنظیم مولانا سید غلام عسکریؒ غازی پور ضلع مظفرنگر گئے تھے) تو اپنے محسن اور مربی ماموں کے خلاف بھی لکھ دیتے ہیں اور جب دوسروں سے دشمنی نکالنا ہوتی ہے تو مولانا آصف صاحب ان کے لئے بزرگ اور محترم عالم دین ہو جاتے ہیں۔

ح۔ح۔صاحب سچ بتائیں کیا بانی تنظیمؒ کی وفات کے بعد ادارہ میں ان میں سے کسی کا اتہ پتہ تھا جن کے نام آپ نے لئے ہیں؟

مولانا تصدیق حسین صاحب کو سہارنپور سے بطور انسپکٹر یہ حقیر ۱۹۹۰ء میں لایا اور کانفرنسوں میں لے گیا غیر ممالک میں تعارف کرایا، تنظیم المکاتب ہندی میگزین کا مدیر بنایا جس سے وہ پہچانے گئے۔

کرامت سلمہ تو قم میں زیر تعلیم تھے اور مقدمات ہی کے مرحلہ میں تعلیم ناقص چھوڑ کر چلے آئے تھے، انھیں علامہؒ کے ذریعہ ممبئی میں شناخت ملی، لائق استفادہ شخصیات ادارہ وغیر ادارہ کی خدمت گذاری (برائے استفادۂ دنیا) کے علاوہ تنظیم کے لئے ان کے کیا خدمات ہیں؟ اگر انہوں نے میرے لئے کھانا پہنچایا، اپنے گھر سے کپڑے دھو کر لائے یا میرے پیر دبائے تو اس کا خدمت تنظیم سے کیا تعلق ہے؟ بحیثیت طالب علم انھوں نے اگر قم میں ادارہ کے کچھ کام کئے بھی تو وہ ایسے اکیلے طالب علم نہیں تھے بلکہ ان کے برائے استفادہ ''خدمات'' کے مقابلہ میں ''بے لوث'' خدمت کرنے والے افاضل کی تعداد کل بھی کہیں زیادہ تھی اور آج بھی ہے۔

رہ گئے **جوادالحید رصاحب** تو سنئے انھوں نے ادارہ کی جو خدمتیں کی ہیں وہ یہ ہیں کہ

- دعوت دینے پر کانفرنس میں آئے کرایہ دینا رہ گیا تو مطالبہ کرلیا۔
- تنظیم میں شعبۂ نشر و اشاعت کے ہوتے ہوئے علامہؒ کے انتقال کے فوراً بعد نشر آثارِ علامہ جوادیؒ کے نام سے نشر و اشاعت کا ادارہ بنا ڈالا۔
- علامہؒ نے وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ تنظیم المکاتب اور انوار العلوم کا خیال رکھا جائے، ان کے اس جملے سے تنظیم المکاتب کا لفظ ہٹا کر علامہؒ کی مجلس چہلم کے موقع پر لگنے والے بینر پر

صرف ''انوار العلوم کا خیال رکھا جائے''، لکھوایا، اس سے علامہؒ کی وصیت اور تنظیم المکاتب کے بارے میں ان کی سوچ کو سمجھا جاسکتا ہے۔

۞ آج بھی اگر چہ وہ ادارہ کے ممبر ہیں مگر مخالفین ادارہ کے ساتھ ہیں۔

مولانا منظر صادق صاحب بھی بانیٔ تنظیمؒ کی وفات کے وقت قم میں تھے اور دنیا جانتی ہے کہ جامعہ ناظمیہ سے لے کر قم تک ان کا حلقۂ احباب مخالفین تنظیم پر مشتمل تھا اور ان کے جملہ احباب میں جواد الحید ر صاحب کے ساتھ وہ صاحب بھی شامل تھے جنہوں نے مدرسۂ حجتیہ قم کے حوض کی زمین پر پانی کے اندر ''تنظیم المکاتب مردہ باد'' لکھنے کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ علامہؒ کے صدر ہونے کے بعد اس حلقہ نے بظاہر تنظیم مخالفت چھوڑ دی تھی مگر علامہؒ کی وفات کے بعد پھر اپنے پرانے مسلک پر پلٹ گیا۔ (ملحوظ خاطر رہے کہ علامہؒ کی زندگی میں بھی ان کی عدم موجودگی میں انوار العلوم میں ادارۂ تنظیم المکاتب، بالخصوص جامعہ امامیہ اور بعض ذمہ داران ادارہ کے متعلق ان حضرات کی گل افشانی کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔)

تنظیم المکاتب میں **منظر صادق صاحب** کے آنے کی داستان بھی قوم کے علم میں آجانا چاہئے۔ منظر صاحب کے ہندوستان آنے سے کچھ عرصہ پہلے بانیٔ تنظیمؒ کی مجالس ترحیم کے بعد **علامہ رئیس الواعظینؒ**، **مولانا آصف صاحب**، **مولانا مظاہر صاحب**، **مولانا جعفری صاحب** پر مشتمل چند ارکان کی ایک نشست ہوئی تھی جس میں رئیس الواعظینؒ نے حیدر مہدی صاحب اور مولانا ابن علی صاحب کو جامعہ سے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ان حضرات کے خلاف ثبوت ہوں تو ضرور نکال دیجئے، صرف شبہہ پر یہ اقدام درست نہیں ہے۔ اس موقع پر مولانا مظاہر صاحب نے حسب عادت ایک ''درمیانی'' تجویز رکھی کہ حیدر مہدی صاحب کو نظارت سے ہٹا کر ان کی جگہ مولانا منظر صادق صاحب کو لے آیا جائے۔ (ملحوظ خاطر رہے کہ میٹنگ میں مولانا منظر صاحب کے والد مولانا آصف صاحب موجود تھے۔)

یہ تجویز منظور ہوئی اور اس طرح منظر صادق صاحب جامعہ امامیہ آگئے۔ دوسری طرف مولانا ابن علی صاحب کچھ عرصے بعد افریقہ چلے گئے۔ (نکالے نہیں گئے اپنے اقتصادیات کے باعث گئے اور ان کی رخصتی کے جلسہ میں، میں نے گذارش کی تھی کہ جب بھی واپس آئیں ادارہ میں آئیں۔)

اس کے بعد مولانا منظر صادق صاحب کو میں نے پرنسپل مقرر کیا اور انہیں وہ اختیارات دیئے جواب تک جامعہ کے انچارج کے عنوان سے نہیں دئے جاتے تھے۔ (مولانا حیدر مہدی صاحب نے

حسب عادت یہ موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور مولانا معروفی صاحب کو سمجھایا کہ پرنسپل ہونا آپ کا حق تھا مگر آپ کے بجائے منظر صاحب کو پرنسپل بنا دیا گیا۔انہیں کی روایت ہے اور معروفی صاحب سے بھی بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ معروفی صاحب نے اسی وجہ سے ہندوستان چھوڑ دیا۔)

مولانا میثم زیدی صاحب کو بھی ادارہ میں بطور مدرس یہ حقیر ہی لایا۔تدریس کے علاوہ مجلّہ کے ترتیب کاروں میں ان کا نام شامل کیا، وہ پروف ریڈنگ اور طباعت کے امور کو دیکھتے تھے۔ان خدمات کے لئے بھی ادارہ حق التدریس کے علاوہ مختصر ہی صحیح حق الزحمہ انہیں دیتا تھا۔پھر انھوں نے میگزین میں کام کرنے کی شرط رکھی کہ بطور مدیر صرف ان کا نام ہو تب کام کرینگے۔اس کے قبل بھی انہوں نے دوران ملازمت کئی بار استعفیٰ دیا تھا۔ان کی یہ شرط بھی پوری کی گئی۔(اس وقت جناب پیام اعظمی صاحب اور منظر صاحب کا نام بھی ترتیب کاروں میں تھا۔) مگر ان ساری ناز برداریوں کے باوجود وہ بھی آخر کار اپنے بہنوئی (حیدر مہدی صاحب) کی حمایت میں فساد فی الارض کا حصہ بن گئے جب کہ بہنوئی صاحب سے ان کی بالکل نہیں بنتی تھی اور وہ اپنے بہنوئی صاحب سے دور دور رہتے تھے کیونکہ حیدر مہدی صاحب اکثر ان کی اہانت کرتے تھے اور انہیں نازیبا کلمات سے یاد کرتے تھے۔میثم صاحب کو نہ لکھنا آتا تھا نہ پڑھانا۔پہلی بات کے گواہ ح۔ح۔صاحب آپ کے بھائی مولانا منظر صاحب ہیں جن سے ادار یہ کے بارے میں میثم صاحب سے ہمیشہ کشیدگی رہتی تھی اور میں بیچ بچاؤ کرتا تھا اور دوسری بات کے گواہ مولانا منظر صادق صاحب کے ساتھ تمام طلاب جامعہ ہیں کہ انہیں پڑھانا نہیں آتا تھا اور طلاب ہمیشہ ان کے کلاس کی تبدیلی کے خواہاں ہوتے تھے۔خاندان تنظیم کا بھرم باقی رہے اسی لئے ایسے افراد کو برداشت بھی کیا گیا اور اسی لئے ان سے متعلق حقائق اب تک منظر عام پر نہیں لائے گئے تھے اور ح۔ح۔صاحب جیسے لوگوں نے ایسے لوگوں کا اتنا رونا نہ رویا ہوتا تو اب بھی یہ تذکرے عام نہ کئے جاتے۔

ح۔ح۔صاحب حسب عادت سچائی کو چھپاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں *''اسی طرح کاروان تنظیم آگے بڑھتا رہا اور پھر مولوی صفی حیدر صاحب تنظیم المکاتب کے سکریٹری ہو گئے۔''*

مسٹر ح۔ح۔کی یہ تحریر ایسی صورتحال پیش کرتی ہے کہ گویا وفات بانی تنظیمؒ کے بعد محمد علی عبد علی صاحب جیسے ح۔ح۔صاحب کے پسندیدہ افراد کے ذریعہ ادارہ ترقی کرتا رہا پھر کافی عرصہ کے بعد

یہ ناچیز سکریٹری ہو گیا اور اس حقیر کے سکریٹری ہوتے ہی تباہی آ گئی۔

مسٹر ح۔ح۔ اگر کاروان تنظیم آگے بڑھتا رہا تو یہ ناچیز جس طرح آپ تصویر پیش کر رہے ہیں آج سے چند روز قبل سکریٹری نہیں ہوا ہے بلکہ وفات بانی تنظیمؒ کے صرف دو سال بعد ۱۹۸۷ء میں سکریٹری کی ذمہ داریاں علامہؒ جوادی نے اس حقیر کے حوالہ کر دی تھیں جنھیں آج تک انجام دے رہا ہے۔ لہٰذا اگر ترقی ہوئی ہے جس کے آپ خود معترف ہیں تو اس دور ترقی میں ناچیز ہی سکریٹری تھا۔ اور سارے خدمات چھوڑیئے، ۱۹۸۵ء میں ۵۱۴ مکاتب تھے آج بانی تنظیم کے خواب ''ایک ہزار مکاتب'' سے بھی زائد مکاتب ہیں، کیا یہ ترقی نہیں ہے؟

ایک ناگہانی حادثہ کی طرح اس حقیر کے سکریٹری ہونے کا ذکر کرنے کے بعد ح۔ح۔ صاحب رقم طراز ہیں: ''*صفی حیدر صاحب کے سکریٹری ہونے کے بعد کوئی نہیں جانتا تھا کہ اندر اندر کیا ہو رہا ہے۔*''

یہ اس وقت کے صدر علامہؒ جوادی نائب صدر رئیس الواعظینؒ اور تمام ارکان پر صرف بے خبری کا ہی الزام نہیں ہے جن میں آپ کے بزرگ مولانا آصف صاحب بھی شامل ہیں بلکہ بزرگوں کو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی اور معاملات ادارہ میں لاپرواہی کے ناقابل معافی جرم کا مرتکب قرار دینے کی بے ہودہ کوشش بھی ہے۔

ح۔ح۔ صاحب واقعات کے بیان میں انتہائی چابکدستی سے تحریف کے ہنر کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: '*'اتنے میں تنظیم المکاتب کا گزشتہ الیکشن آ گیا۔*''

ح۔ح۔ صاحب میں ۱۹۸۷ء میں سکریٹری ہوا۔ تنظیم میں ہر تین سال پر الیکشن ہوتا ہے اس طرح جس الیکشن کی آپ بات کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی میری سکریٹری شپ کے دور میں متعدد الیکشن ہوئے تھے۔ میرے سکریٹری ہونے پر یہ پہلا الیکشن نہیں تھا۔ اس طرح لوگوں کو گمراہ نہ کیجئے۔

سادہ لوح مومنین کو بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ح۔ح۔ صاحب رقم طراز ہیں:

''*غلام عسکریؒ صاحب کے سگے بھتیجے حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے انھوں نے اس دینی ادارہ میں اپنے سگے چچا کی محنتوں پر پانی پھرتا دیکھ کر الیکشن آفیسر (جو اُس وقت نائب صدر تنظیم بھی تھے) کو آگاہ کیا۔*''

ح۔ح۔ صاحب اب ان ''سگے بھتیجوں'' کا حال بھی سن لیجئے۔ ان حضرات کو جب جی بھر کے دنیا مل گئی تو ان کے دل میں منصب اور عہدے کی خواہشیں مچلنے لگیں اور تنظیم المکاتب کو مولانا غلام

عسکریؒ کی چھوڑی ہوئی جائیداد قرار دے کر خود کو اس کا وارث بنا بیٹھے اور جب غلام علی گلزار صاحب کے ہٹنے سے ایک بنیادی ممبر کی جگہ خالی ہوئی تو میرے بڑے بھائی تقی انور صاحب کے پاس (جوان کے بڑے بہنوئی بھی ہیں، ویسے دوسرے نمبر کا ہی صحیح بہنوئی تو میں بھی ہوں) یہ مطالبہ لے کر آئے کہ انھیں بنیادی ممبر بنایا جائے۔ان کا یہ مطالبہ اس وقت انور صاحب سمجھ بھی نہیں سکے چنانچہ انہوں نے مجھ سے اس سلسلہ میں کوئی تذکرہ بھی نہیں کیا۔اگر چہ تذکرہ کرتے بھی تو میں صاحب اختیار نہیں تھا کہ انہیں بنیادی ممبر بنا دیتا اور نہ ہی میری نگاہ میں وہ اس ذمہ داری کے لائق تھے نہ ہیں، کہ رکنیت مجلس انتظام ایک دینی خدمت ہے، دنیاوی عہدوں کی طرح کوئی اسٹیٹس سمبل (Status Symbol) نہیں ہے۔اس کے لئے رشتہ داری، دولت اور سیاست نہیں خلوص اور للّٰہیت کی ضرورت ہے۔جب کہ ظفر عسکری صاحب نے ایک بار دوران گفتگو خلوص اور للّٰہیت کے الفاظ اپنے لغت میں مفقود ہونے کے اعلان کے ساتھ فرمایا تھا کہ عہدہ، منصب، نام اور شہرت سب کو درکار ہیں۔

بہر حال بنیادی رکنیت کا مسئلہ دستور العمل کے مطابق باقی چھ بنیادی ممبروں کے اختیار کا تھا، بنیادی ممبر کے لئے پیام اعظمی صاحب کا نام دو ارکان نے اور مولانا انیس الحسن صاحب کا نام چار ممبروں نے تجویز کیا، اس طرح مولانا انیس الحسن صاحب اکثریت سے منتخب ہو گئے۔

بس اسی کے بعد سے ان بھائیوں نے مولانا حیدر مہدی سے ہاتھ ملا لیا (جن کے گھر جانا بھی ظفر عسکری صاحب پسند نہیں کرتے تھے باوجودیکہ ان کے ہم زلف ہیں) اور نکل پڑے ''رمضان المبارک میں'' فساد برپا کرنے۔خود بھی اخباروں میں بیان دیا اور سازش رچ کے ادارہ کے ایک سابق کلرک کے فرزند جاوید زیدی ''ہندی نویس اردو خبر نگار'' کے ذریعہ، جن کے خون میں تنظیم کا نمک شامل ضرور ہے مگر بے اثر اور جن کی خفگی کے منجملہ اسباب میں ان کے شاندار ولیمہ کے لئے سہم سادات کا نہ دیا جانا بھی ہے، بانی تنظیمؒ کی اہلیہ سے بھی بیان دلوایا، ان بھتیجوں نے متعدد ارکان کو خطوط بھی لکھے اور متعدد ارکان مجلس انتظام سے مل کر شکایات بھی کیں اور آج بھی میری دشمنی میں حیدر مہدی صاحب سے مل کر ''بنام حفظ ادارہ'' ادارے کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور پورے زور وشور سے اس حقیر کے ذریعہ پورے ملک میں بالخصوص کشمیر میں اپنے تعارف کا فائدہ اٹھا کر مخلصین ادارہ کو گمراہ کرنے کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں اور کم آمدنی، کم توکّل زیادہ ہوس اور کمزور ارادے والے

کارکنان ادارہ کو (خاص کر کشمیر میں) کاروان حج کے ذریعہ کمائی کی راہ دکھا کر ادارہ کی خدمت سے محروم کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ عنقریب ''تنظیم المکاتب حقیقی'' کے قیام کی ''خوشخبری'' بھی دے رہے ہیں۔ اور اس راہ میں وہ پیسے خرچ کر رہے ہیں جن کی فراوانی اس حقیر کے ذریعہ قوم سے ان کے تعارف کا نتیجہ ہے۔ البتہ اس راہ میں وہ تنہا نہیں ہیں، مولانا حیدر مہدی صاحب بہر حال ان کے لیڈر ہیں اور مولانا منظر صاحب ان کے اسسٹینٹ چنانچہ یہ حضرات بھی ایک ایک مخلص ادارہ سے رابطہ کر کے ''لوک لبھاون'' وعدوں سے مخلصین کی خریداری کی مہم چلا رہے ہیں۔ کسی کو کسی صوبے میں معاون کمیٹی کے نگراں سکریٹری کا منصب دیا جا رہا ہے تو کسی کو صوبائی سطح پر قریب الولادت نام نہاد تنظیم المکاتب حقیقی کے چلانے کے لئے لاکھوں روپئے سال کا آفر دیا جا رہا ہے تو کسی کو ''ہدیٰ مشن'' کی صوبائی ذمہ داری لاکھوں روپئے سال کے بجٹ کے ساتھ سونپی جا رہی ہے اور بعض '' سینئر کارکنان'' ادارہ سے ساتھ ملنے کا بھروسہ بھی دلایا جا رہا ہے۔

اگر بانیٔ تنظیمؒ کے '' سگے بھتیجوں'' کو ادارہ سے محبت تھی تو بنیادی ممبر نہ بن پانے کی ناراضگی سے قبل وہ کہاں تھے؟ ادارہ کی انہوں نے کب اور کیا مدد کی؟ جب بانیٔ تنظیمؒ کا انتقال ہوا تو ان کی حیثیت کیا تھی؟ اور اس کے بعد ادارہ کے لئے ان کے خدمات کیا ہیں؟ اگر بانیٔ تنظیمؒ نے انھیں دینی تعلیم دلانے کے بجائے اس حقیر کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا، اپنے ساتھ رکھا اور اس لائق بنایا کہ ادارہ کی خدمت کر سکوں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

بانیٔ تنظیمؒ کے یہ '' سگے بھتیجے'' ادارہ کے کاموں میں میری طرف سے بار ہا ہاتھ بٹانے کی دعوت دینے کے باوجود خاص کر ادارہ میں ہندی سیکشن شروع کرنے پر خصوصیت سے دعوت دینے پر بھی ادارہ کو کبھی وقت دینے پر تیار نہیں ہوئے۔

بلکہ ایک '' سگے بھتیجے'' (باقر عسکری صاحب) نے تو یہ کہہ کر عرصہ ہوا ادارہ میں آنا جانا بند کر دیا تھا کہ تنظیم میں سب.......... (ایک خاص قوم والے) بھرے ہوئے ہیں کون جائے۔ (بانیٔ تنظیمؒ کی تربیت سے دور نسلی تعصب اور خاندانی برتری کی عجیب و غریب ذہنیت ملاحظہ فرمائیے، کیا ایسے لوگ اس لائق ہیں کہ انہیں امیر و غریب، سید و غیر سید کی بلا امتیاز خدمت کرنے والے ادارہ میں کوئی جگہ دی جائے؟)

آگے چل کر ح۔ ح۔ صاحب ارشاد فرماتے ہیں: ''*مولانا موصوف نے ذمہ دار الیکشن آفیسر*

کی طرح جانچ پڑتال.........."

کاش مولانا موصوف (مولانا آصف صاحب) نے یہی کیا ہوتا تو اتنے فتنے نہ اٹھتے۔افسوس تو یہی ہے کہ انھوں نے فتنہ پردازوں کی یک طرفہ شکایات اور پروپیگنڈے پر اعتبار کر کے اپنے فیصلے لئے اور ان کے جھوٹے الزامات پر سکوت اختیار کیا۔

ح۔ح۔صاحب کا سفید جھوٹ: *"مینیجنگ کمیٹی نے شکایات درست دیکھ کر الیکشن رد کر دیا۔"*

ح۔ح۔صاحب یہ قطعاً غلط ہے جس کی گواہ مینیجنگ کمیٹی کی اس سلسلہ کی مندرجہ ذیل تحریر ہے:

"الیکشن کا جائزہ لیتے ہوئے مجلس انتظام کے ارکان نے دفتر کی کوئی غلطی نہیں پائی البتہ بیشتر بیلٹ پیپر ممبران نے صحیح طور سے پُر نہیں کیے ہیں لہٰذا مجلس انتظام نے یہ طے کیا ہے کہ انہیں امیدواروں کے لئے ازسرنو الیکشن کرایا جائے۔"

اس سے بھی بڑی گواہ خود مولانا آصف صاحب کی حسب ذیل تحریر ہے:

"میں نے آج مجلس انتظام کے سامنے انتخابات کے سلسلہ میں اپنی مفصل رپورٹ پیش کی، اراکین مجلس انتظام جو موجود تھے انہوں نے غور وخوض کیا اور متفقہ طور پر اس میں مرکزی دفتر کی جانب سے کوئی کمی نہیں پائی البتہ بیشتر بیلٹ پیپرس کی تکمیل وغیرہ میں خامیاں پائی گئیں جس کی وجہ سے طے پایا کہ یہ الیکشن ملتوی کر کے ازسرنو الیکشن کرایا جائے۔"

قارئین کرام! الیکشن کینسل ہونے کے فیصلے کا پس منظر بھی سمجھ لیجئے:

بنارس کی میٹنگ کے شروع ہونے سے صرف چند منٹ پہلے جو میرے استعفے کے بعد طلب کی گئی تھی، جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہوئے مولانا نعیم عباس صاحب رکن مجلس انتظام نے مجھ سے کہا کہ اگر الیکشن کینسل ہو جائے اور فتنہ ختم ہو جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اسی بات سے ہنگامہ ختم ہو جائے تو میں یہ قربانی دینے کے لئے تیار ہوں اگرچہ اخباری بیانات کی بنیاد پر لوگ یہی سمجھیں گے کہ الیکشن میں، میں نے بے ایمانی کی ہے۔اسی کے بعد جلسہ میں بغیر کسی بحث کے الیکشن کینسل کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔الیکشن فتنہ ختم کرنے کے لئے کینسل ہوا نہ کہ حقیر یا دفتر کی کسی غلطی یا بے ایمانی کی وجہ سے، اسی لئے مجلس انتظام کی تحریر میں یہ جملہ آیا ہے کہ الیکشن کے سلسلہ میں دفتر کی کوئی غلطی نہیں پائی گئی۔

یہیں پر یہ بات بھی عرض کردوں کہ یہ الیکشن کیسا تھا۔تاکہ بہت سی غلط فہمیاں دور ہوجائیں۔
یہ سکریٹری یا صدر کے عہدہ کا الیکشن نہیں تھا بلکہ ادارہ کے دستور العمل کے مطابق ہر تین سال پر عمومی، دائمی ممبروں میں سے پانچ ممبر اور تین نمائندے (منتظمین، مدرسین ،لوکل سکریٹریز) منتخب ہوتے ہیں۔جس کا طریقہ یہ ہے کہ الیکشن کے اعلان کے بعد امیدواروں کے نام آتے ہیں، ان سے منظوری لے کر ان ناموں پر مشتمل بیلٹ پیپر چھپتا ہے اور سارے ایسے ممبروں کو ڈاک سے UPC کے تحت بھیجا جاتا ہے جن کے ذمہ ایک سال سے زائد کا بقایا نہ ہو۔جوابی پتہ نگراں الیکشن کا ہوتا ہے۔بیلٹ پیپر بھیجنے تک کے کاموں کو انجام دینا، سکریٹری کی ذمہ داری ہوتی ہے، جن ممبروں کو بیلٹ پیپر بھیجا گیا ہے ان کی فہرست مع بیلٹ پیپر نمبر نگراں الیکشن کو بھیج دی جاتی ہے جن کا انتخاب مجلس انتظام کرتی ہے۔نگراں ووٹ گن کر فیصلہ دیتے ہیں۔

یہاں چند باتیں قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ سکریٹری کے منصب کیلئے الیکشن نہیں ہوتا اور نہ ہی مذکورہ الیکشن سکریٹری کے عہدے کیلئے تھا ،وہ ممبروں کا الیکشن تھا۔واضح رہے کہ میں بنیادی ممبر ہوں مجھے الیکشن لڑنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ اس الیکشن میں جو ممبر منتخب ہوئے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(ا) مولانا محمد حسن معروفی صاحب

(ب) مولانا نعیم عباس صاحب

(ج) مولانا ظفر عباس صاحب

(د) مولانا ضمیر الحسن صاحب

(ھ) مولانا فیروز عباس صاحب

مولانا ظفر عباس صاحب نمائندہ لوکل سکریٹریز کے عنوان سے بھی بلا مقابلہ منتخب ہو گئے تھے اسلئے انھوں نے منتخب ممبر کی جگہ سے استعفیٰ دے دیا **اور ان کی جگہ ہارے ہوئے افراد میں سرفہرست ہونے کے باعث مولانا جواد الحید رصاحب دستور العمل کے مطابق ممبر ہو گئے۔**

اگر الیکشن میں بے ایمانی ہوئی ہے تو مذکورہ بالا حضرات بے ایمانی سے آئے ہیں ان میں جو الیکشن میں بے ایمانی کے قائل ہیں انھیں اخلاقاً استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا۔مگر کسی ایک نے حتیٰ کہ وہ

ممبر جو حیدر مہدی صاحب کے کھلے عام حامی ہیں اور جامعۃ الزہراء پر ان کے غاصبانہ قبضہ کے باوجود منبر رسولؐ سے ان کا تعارف کرا کے اپنے حلقۂ اثر سے انہیں تعاون دلوا رہے ہیں، انھوں نے بھی استعفیٰ نہیں دیا۔ جب کہ حیدر مہدی صاحب کا پورا غول شور مچائے ہے کہ راقم السطور نے بے ایمانی کر کے الیکشن میں اپنے ''منظورِ نظر'' افراد کو کامیابی دلوائی (ملاحظہ فرمائیں جو جیت کر آئے ان کے اسمائے گرامی بالائی سطروں میں درج ہیں یہی بقول حیدر مہدی صاحب اینڈ کمپنی میرے ''منظورِ نظر'' افراد ہیں۔) ان حضرات کے استعفیٰ نہ دینے کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں یا تو یہ حضرات یہ یقین رکھتے ہیں کہ الیکشن میں بے ایمانی نہیں ہوئی یا ان کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے کہ الیکشن میں بے ایمانی کے قائل ہیں پھر بھی کرسی سے چپکے ہیں۔ (میں مذکورہ حضرات میں اُن سے معافی کا خواستگار ہوں جو حیدر مہدی صاحب کے حامی نہیں ہیں کہ ان کا ضمیر زندہ ہے۔ اگر انہوں نے یہ سمجھا ہوتا کہ الیکشن میں بے ایمانی ہوئی ہے تو اب تک استعفیٰ دے چکے ہوتے۔)

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب بنارس کی میٹنگ میں مولانا آصف صاحب کے اصرار اور پیام اعظمی صاحب کی توثیق پر دوبارہ الیکشن کا فیصلہ ہوا تو میں نے گذارش کی تھی کہ الیکشن کے جو امور ''اعلان سے لے کر بیلٹ پیپر'' بھیجنے تک سکریٹری کے ذمہ ہیں، انھیں بھی خود مولانا آصف صاحب دفتر آ کر انجام دلوائیں ورنہ پھر مجھ پر الزامات لگیں گے۔ مگر مولانا آصف صاحب نے میری گذارش نہیں قبول کی اور فرمایا کہ آپ ہی یہ فرائض انجام دیں۔

اگر میں نے پہلے الیکشن میں ''بے ایمانی'' اور ''دھاندھلی'' کی تھی تو مجھے دوبارہ کیوں ذمہ داری سونپی گئی؟ اور مولانا آصف صاحب نے میری گذارش کیوں نہیں قبول کی؟ میں نہیں جانتا۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ پچھلے الیکشن کے بیلٹ پیپر دیکھنے والوں کو یہ اندازہ تو ہو ہی رہا تھا کہ مجھے الیکشن کے متعلق امور سے الگ کئے جانے کے بعد بھی نتیجہ وہی آئے گا جو پہلے الیکشن کا آ رہا تھا اور اس وقت میرے اوپر الزام لگا کر الیکشن کو مشکوک اور لوگوں کو بدگمان کرنے کی گنجائش ختم ہو جائے گی۔

الیکشن کو موضوع قرار دے کر ح۔ر۔ صاحب جھوٹ کے نئے ریکارڈ بناتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''الیکشن کے رد کا اعلان ہوتے ہی مولوی صفی حیدر نے تنظیم کے دفتر میں تالا ڈلوا دیا......''

''انسپکٹران تنظیم کو فوراً واپس بلوا لیا......''

یہ بھی سراسر جھوٹ اور بہتان محض ہے۔اور وہ جھوٹ ہے جسے ح۔ح۔صاحب مسلسل دہراتے رہتے ہیں،اس جھوٹ کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ میرے استعفیٰ کی تاریخ ۱۶؍نومبر ۲۰۰۷ء ہے جب کہ الیکشن میرے استعفیٰ کے ۱۲دن بعد ۲۸؍نومبر ۲۰۰۷ء کو بنارس کی میٹنگ میں رد ہوا تھا۔استعفیٰ دے کر اسی دن میں ہلور میں دینی تعلیمی کانفرنس کے لئے چلا گیا تھا تاکہ ادارہ کا کام معطل نہ ہو۔میرے استعفیٰ کی خبر صرف اراکین مجلس انتظام کو تھی جن کے پاس میں نے استعفیٰ بھیجا تھا۔مگر اگلے دن صبح ''صحافت'' اخبار کے لکھنؤ ایڈیشن میں میرے استعفیٰ کی خبر چھپی جو کسی رکن مجلس انتظام کی خیانت کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا(ملحوظ رہے اس وقت کے ایک ممبر کے گھر پر جو لکھنؤ میں مقیم ہیں مدیر صحافت کی نشستیں ہوا کرتی تھیں،اسی کے بعد فرضی ناموں سے مراسلے نکلتے تھے،سننے میں تو یہ بھی آیا تھا کہ مدیر صاحب نے ان ممبر صاحب کو سکریٹری بننے میں مدد کا وعدہ بھی کیا تھا۔یہ بھی ملحوظ رہے کہ ۱۶؍نومبر ۲۰۰۷ء کی شام کو ہی صحافت میں چھپنے سے بھی ایک دن پہلے،میرے استعفیٰ دینے کے چند گھنٹوں بعد مولانا جواد الحید ر صاحب نے جو اس وقت کمیٹی ممبر بھی نہیں تھے ادارے کے ایک انسپکٹر کو فون پر اطلاع دے دی تھی کہ سکریٹری نے استعفیٰ دے دیا ہے۔انہیں کیسے معلوم ہوا تھا وہی جانیں،البتہ اگر قوم کو اس ذریعہ سے باخبر کردیں جس نے انہیں میرے استعفے کی خبر دی تھی تو مجلس انتظام کے ایک موجودہ یا سابق خائن رکن سے قوم واقف ہوجائے۔)

استعفے کے دوسرے دن میں صدر ادارہ اور بعض ارکان وعلماء کے ساتھ ہلور میں موجود تھا۔لکھنؤ میں اخبار میں خبر پڑھ کر دفتر کے اسٹاف نے احتجاجاً دفتر میں کام کرنے سے انکار کردیا اور دفتر بند کردیا۔میں صدر ادارہ کے پاس ہلور میں بیٹھا تھا کہ اسی وقت ''الحاج'' ظفر عسکری صاحب کا فون صدر ادارہ کے پاس آیا کہ صفی حیدر نے دفتر میں تالا ڈلوا کر کنجی اپنے گھر دے دی ہے۔(ملحوظ رہے کہ ''الحاج'' صاحب کی سگی بڑی بہن مجھ سے منسوب ہیں،ان کے اس الزام کا مطلب یہ بھی تھا کہ ان کی بہن بھی میرے ساتھ جرم میں شریک ہیں شاید اسی لئے انہوں نے پورے کنبے کے ساتھ اپنی دونوں بڑی بہنوں کو بھی چھوڑ رکھا ہے۔جن میں سے ایک مجھ سے اور ایک میرے بڑے بھائی جناب سید تقی انور صاحب سے منسوب ہیں۔حتی کہ والدہ پر بھی ملاقات کرنے کی پابندی لگا رکھی ہے تاکہ قطع رحم کی اعلیٰ مثال قائم کرسکیں اور متعدد بار ہماری طرف سے ساری کوششوں کے باوجود بہنوئی تو درکنار بہنوں اور ان کی اولاد سے بھی رشتہ توڑ رکھا

ہے۔اگر چہ ہم بھی صرف بہنوئی نہیں ہیں بلکہ ان کے سگے پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں۔)

ظفر عسکری صاحب سے دفتر میں تالا ڈال کر کنجی گھر میں رکھ کر ہلور چلے جانے کی بات سن کر صدر ادارہ نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے! سکریٹری تالا ڈال کر کنجی اپنے گھر کیسے دے سکتے ہیں وہ تو کل سے یہاں ہیں اور اس وقت بھی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ پھر صدر ادارہ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھئے کیا ہورہا ہے؟ فون کیجئے اگر دفتر بند ہے تو کھلوایئے، میں نے متعدد بار فون کیا تب بمشکل دفتر کے ایک کلرک عزادار صاحب سے بات ہوئی۔ میری گذارش پر کہ احتجاج اپنی جگہ لیکن کوئی کام نہ رکے دفتر کھل گیا۔ (''سگے بھتیجوں'' کے سلسلہ میں ایک بات اور واضح کردوں کہ بانی تنظیمؒ کے ایک سگے بھتیجے ظفر عسکری صاحب تالا لگا کر کنجی گھر پر دینے کی داستان گڑھ کر صدر ادارہ سے میری شکایت کررہے تھے اور دوسرے بھتیجے مولانا نقی عسکری صاحب میرے استعفے پر احتجاج کرنے والوں کی رہنمائی کررہے تھے۔ کردار میں یہ فرق عارضی طور سے ہی صحیح دینی تعلیم کی وجہ سے آگیا ہوگا۔ مولانا نقی عسکری صاحب کو اس وقت مجھ پر پورا اعتماد تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں سکریٹری شپ سے استعفیٰ دوں اور اکثر مجھ سے بتلایا کرتے تھے کہ ان کے بھائی انہیں ادارہ میں خدمت سے روکتے رہتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ افریقہ وغیرہ کہیں چلے جاؤ، ادارہ میں تمہیں کیا ملے گا؟ جب میں انہیں ادارہ کے مختلف شعبوں میں کام کا تجربہ کرا کے تربیت دے رہا تھا تاکہ وہ ادارہ کے ہر شعبے کی ذمہ داری سنبھالنے کے لائق ہوجائیں تو ان کے بڑے بھائی باقر عسکری صاحب نے انہیں سمجھایا تھا کہ بھائی جان (حقیر) نے تمہیں کلرک بنا کے رکھ دیا ہے اور تمہیں بے وقوف بنا رہے ہیں۔ نقی عسکری صاحب اپنے بھائیوں کی مادہ پرست ذہنیت سے بھی قطعاً راضی نہیں تھے مگر نہ جانے انہیں کیا سمجھایا گیا کہ یک بیک مخالفین کے حلقے میں شامل ہوگئے اور ان سے ہاتھ ملا لیا جن سے گفتگو کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ جب کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب صدر ادارہ کی دخل اندازی اور میری گذارش پر دفتر کھل گیا تھا تو نقی عسکری صاحب اسی بات سے ناراض ہو کر گھر بیٹھ رہے تھے۔)

بہر حال اسی دوران ان ہی حضرات میں سے کسی نے مولانا ظفر عباس صاحب سے بھی جو الہ آباد میں مقیم تھے کہہ دیا کہ سکریٹری نے دفتر میں تالا ڈلوا دیا ہے۔ انھوں نے بہت غصہ میں مجھے فون کیا اور کہا کہ نخاس کے چوراہے پر چیخ چیخ کر آپ کے خلاف اعلان کروں گا چاہے میری جان چلی جائے۔ میں ان کی بزرگی کا لحاظ کر کے خاموش رہا اور صرف اتنا کہا کہ میں نے کہیں بھی تالا نہ ڈالا ہے

نہ ڈلوایا ہے۔مگر ظفر عباس صاحب بہت غصے میں تھے اور انھوں نے دفتر کے اسٹاف کو فون کر کے کہہ دیا کہ سب کو جیل میں ڈلوادوں گا۔

بہرحال اس کے بعد اسٹاف اور بگڑ گیا اور ان کے احتجاج میں دوبارہ شدت پیدا ہوگئی میں نے اسٹاف کو سمجھایا کہ بزرگ آدمی ہیں، غلط خبر دی گئی ہے جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگا تو آپ لوگوں سے معافی بھی مانگ لیں گے چنانچہ وہی ہوا، جب ظفر عباس صاحب نے خود دفتر کے خادم سے بات کی تب انھیں یقین آیا کی جھوٹا الزام ہے اور انھوں نے اسٹاف سے معافی مانگی۔

میں نے قطعاً نہ اسٹاف سے استعفے کے سلسلہ میں کچھ بتلایا تھا نہ کسی کو بلوایا تھا، ادارہ سے یہ ان کی محبت تھی، وہ کم و بیش بیس سال سے میرے ساتھ کام کر رہے تھے وہ جانتے تھے کہ کون کیسا ہے؟ کون ادارہ کی خدمت کرتا ہے اور کون ادارہ کو اپنے مفاد کے لئے وسیلہ بنا کر ادارہ سے خدمت لیتا ہے۔انھوں نے احتجاج کیا اور میرے منع کرنے کے باوجود احتجاج کیا۔ یہ ان کا ذاتی فیصلہ تھا۔احتجاج کے دوران ایک بار پورے اسٹاف کو ناچیز نے گھر بلا کر گذارش کی تھی اور کہا تھا کہ میں استعفیٰ دے چکا ہوں، اب واپس نہیں آؤں گا، آپ لوگ کام کریں ورنہ یہ لوگ آپ کو معاف نہیں کریں گے، آپ کی روزی چلی جائے گی مگر اسٹاف نے میری گذارش نہیں سنی تھی اور کہا تھا کہ ہم آپ کے بغیر کام نہیں کر سکتے (ملحوظ رہے کہ اس اسٹاف کو میں تنبیہ بھی کرتا ہوں، میری ہدایت پر ان کی تنخواہ بھی وضع ہوتی ہے۔مگر وہ ادارہ کے مفاد اور ادارہ سے محبت کے باعث اس بات پر مصر تھے کہ میرے بغیر کام نہیں کریں گے حالانکہ ان مخلصین پر یہ الزام بھی لگا کہ میں نے انہیں خرید لیا ہے جب کہ حیدر مہدی صاحب نے اپنا ساتھ دینے پر تنخواہیں دوگنی کرنے اور مکان بنوانے کے وعدے کر کے ادارہ کے اسٹاف کو توڑنا چاہا تھا۔الحمدللہ جس میں وہ ناکام رہے۔البتہ بعض حریصوں نے ان کے وعدہ پر بھروسہ کر کے ادارہ کو چھوڑا اور انہیں ریوڑیوں میں وہ گھر مل گئے جو کسی غیر ملک سے فقراء کے لئے آئے تھے۔جن کی رقم یقیناً حیدر مہدی صاحب نے گورنمنٹ کے FCRA قوانین کے تحت منگوائی ہوگی اور ملت کو اس کا حساب بھی دیا ہوگا۔)

اسی طرح، ح۔ح۔صاحب کی یہ بات بھی الزام محض ہے کہ میں نے انسپکٹروں کو بلوایا۔میرا مالک گواہ ہے کہ میں نے کسی انسپکٹر کو کہیں سے نہیں بلوایا تھا۔استعفیٰ کے خبر پر انسپکٹر حضرات خود دفتر واپس آئے تھے اور کرایہ بھی انہوں نے خود دیا تھا ادارہ سے نہیں لیا تھا۔

ح۔ح۔رضوی صاحب اپنے دعوے کا کوئی ایک گواہ پیش کریں ورنہ الزام تراشیاں بند کریں۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ احتجاج کے دوران جتنے دنوں کارکنان دفتر اور انسپکٹر حضرات نے باقاعدہ طور پر دفتر کا کام نہیں کیا اور صرف ایمرجنسی امور کو انجام دیتے رہے، انہوں نے اس مدت کی تنخواہ بھی نہیں لی۔ بلکہ دفتر کے خدام اور بعض تنگدست کارکنان کے لئے آپس میں چندہ کرکے انہیں اتنی رقم دی جو انہیں تنخواہ میں ملتی۔

''بھتیجہ کیس'' کو آگے بڑھاتے ہوئے ح۔ح۔صاحب سیاسی دنیا کے 'بھانجہ بھتیجہ واد' کے اصول کی ترویج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:'' *غلام عسکری مرحوم کے سگے بھتیجے یہ محسوس کرنے لگے کہ چچا کی محنتوں پر پانی پھرتا نظر آرہا ہے ان باتوں کا جواب چاہئے جو ظاہر ہے کہ مولوی صفی حیدر صاحب اور ان کے حواریین کبھی نہ دینگے۔*''

ح۔ح۔صاحب! میں آپ سے، بانی تنظیمؒ کے'' سگے بھتیجوں''، آپ کے'' ماموں زاد بھائی'' مولانا منظر صاحب،'' آپ کے بہنوئی'' ریاض صاحب، ان سب کے حواریین اور ان سب سے پہلے بقول آپ کے بانی تنظیمؒ کے'' شانہ بہ شانہ'' چلنے والوں اور'' نام نہاد بزرگان تنظیم'' سے پوچھتا ہوں کہ بانی تنظیم مولانا سید غلام عسکری صاحب اعلی اللہ مقامہ کی کس محنت پر پانی پھرا ہے؟ کون سا کام بند ہوا ہے؟ کم ہوا ہے؟ کون سی خدمت رکی ہے؟ کہاں ادارہ پیچھے ہوا ہے؟۔ یاد رکھئے گا ادارہ خدمات کا نام ہے افراد کا نہیں کہ ان کے آنے جانے کو ادارہ کی ترقی اور تنزلی قرار دیا جائے۔

ح۔ح۔رضوی صاحب آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ الیکشن رد ہوتے ہی میں بوکھلا گیا، آپ ہی بتا دیں میں الیکشن رد ہونے سے کیوں بوکھلایا؟ آپ اس راز سے بھی پردہ ہٹا دیں کہ وہ باتیں کون سی ہیں، میری سکریٹری بننے کے بعد' *جو اندر ہی اندر پنپ رہی تھیں*' تاکہ آپ کے کچھ جھوٹ اور کھل جائیں۔

سچ تو یہ ہے کہ الیکشن کینسل ہونے پر میں نہیں بوکھلایا بلکہ چونکہ آپ کے ماموں الیکشن انچارج تھے، بیلٹ پیپران کے پاس آرہے تھے، غالباً آپ سب ان بیلٹ پیپرس کو خیانت کرکے دیکھ رہے تھے، اور اپنے منظور نظر امیدواروں کو ہارتے دیکھ کر آپ سب بوکھلا گئے اور ہنگامہ شروع کردیا۔

ڈبل ح صاحب اپنے خیال میں ایک اور'' صداقت بیانی'' فرماتے ہیں:'' *الیکشن کے بعد سے حالات کچھ اس طرح سے ہیں کہ برسوں سے بے لوث خدمت کررہے مختلف اساتذہ اور پرنسپل کو*

تنظیم سے نکال دیا گیا۔‘‘

ح۔ح۔صاحب پہلے یہ طے کیجئے کہ ’’بے لوث‘‘ کسے کہتے ہیں اور کسی کے بے لوث ہونے کی پہچان کیا ہے؟۔اگر بے لوث کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ذاتی اور دنیوی غرض کے بغیر ادارہ کی خدمت کی جائے حتیٰ کہ اپنی خدمت کی اجرت بھی نہ لی جائے تو ان حضرات میں کوئی ایک بھی اس معیار پر بے لوث نہیں رہا۔ان لوگوں نے ادارے کی جو بھی خدمت کی ہے، بالعموم تنخواہ لی ہے۔

اگر بے لوث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف ادارۂ تنظیم المکاتب کی خدمت کی جائے اور اس کے مختلف شعبوں کو بڑھایا جائے، نہ یہ کہ اس کے مقابل ادارے کھولے جائیں۔تو یہ حضرات اس معیار پر بھی پورے نہیں اترتے۔مولانا مظاہر علی صاحب سے لے کر مولانا صابر علی عمرانی تک ان حضرات نے ادارہ میں رہتے ہوئے الگ سے ادارے بنائے بلکہ تنظیم المکاتب کے ذریعہ ملی ہوئی پہچان اور افراد سے لے کر پیسوں اور کتاب تک ادارہ کے وسائل کو استعمال کیا۔خود آپ کے دوست حیدر مہدی صاحب کے دروازے سے لے کر اندر تک کئی ادارے ہیں: زہرا لائف کیئر، لائبریری، بورڈنگ وغیرہ جن کی طرف انہوں نے تنظیم کے معاونین کو ہمیشہ منحرف کیا۔(کیا آپ نے ان سے بھی کبھی حساب مانگا ہے؟)

منظر صاحب نے اپنے بھائی کا ساتھ دیتے ہوئے تنظیم المکاتب میں شعبۂ نشر و اشاعت ہونے کے باوجود ادارہ کے اشاعتی Ideas اور منصوبوں پر قبضہ کر کے ’’ہدیٰ مشن‘‘ کے نام سے ایک ’’Multipurpose‘‘ ادارہ تشکیل دے کر طوبیٰ نامی بچوں کا رسالہ نکال ڈالا جو دراصل ادارے کے اشاعتی پروگرام کا ایک حصہ تھا اور قم میں اس کی تیاری بھی چل رہی تھی۔جس منصوبے کا انچارج مولانا منظر صاحب کے برادر خورد اور ہمارے شاگرد ’’رشید‘‘ مولانا کمیل صاحب کو اس حقیر نے ہی بنایا تھا اور ان کا تعارف وہاں کے اداروں میں اسی غرض سے کرایا تھا۔اسی تعارف کا فائدہ اٹھا کر وہ مختلف اشاعتی منصوبے لے کر ہندوستان آ گئے اور حقیر کی دعوت کے باوجود تنظیم المکاتب کے شعبۂ نشر و اشاعت میں شامل ہو کر خدمت کے بجائے ایک اور گھریلو ادارہ بنا ڈالا ہے۔پہلا گھریلو ادارہ نشر پیغام کربلا تو تھا ہی مگر شاید وہ بھانجوں کا تھا اور اب بیٹوں کی باری تھی ورنہ تنظیم کے شعبۂ نشر و اشاعت میں اگر کسی وجہ سے شمولیت نہیں گوارا کی تھی تو اپنے بھائی کے ساتھ ہی ’’خدمت دین‘‘ کر سکتے

تھے۔لیکن ان ''خدمت گذاران تنظیم'' نے نہ صرف یہ کہ بچوں کے کامکس کو جو ادارے کا منصوبہ تھا ہتھیا لیا بلکہ ملک و بیرون ملک میں اس کے سرکولیشن (Circulation) کے لئے وابستگان و کارکنان و مدرسین ادارہ کو استعمال کیا۔ بالخصوص کشمیر میں تو بعض ''سینئر ارکان'' جنھوں نے شاید ہی کبھی کسی کو تنظیم المکاتب میگزین کا ممبر بنایا ہو طوبیٰ اپنے جھولے میں لے کر ٹہلتے ہیں۔

مولانا میثم زیدی صاحب نے بھی ''علامہ عدیل اختر ؒ'' کے نام سے ادارہ کھول رکھا تھا جس کے تعاون کے حصول کے لئے ملک و بیرون ملک میں کوشاں رہتے تھے۔کیا بے لوث خدمت اسی کو کہتے ہیں؟ جب کہ ان کے دادا کی تمام کتب ادارہ شائع کر چکا تھا اور اگر کچھ قلمی نسخے اشاعت سے محروم تھے تو اس کا سبب ادارہ نہیں، ادارہ کو نہ دینے والے ان کے وارثین ہیں۔

ح۔ح۔صاحب آگے رقم طراز ہیں: *''مولانا تصدیق حسین صاحب اور مولانا صابر صاحب نے حالات کو بھانپ لیا تھا اور اس کے قبل کہ انھیں نکالا جائے استعفیٰ دے دیا۔''*

اس جھوٹ کا ثبوت خود مولانا تصدیق صاحب سے جو، اب آپ کے سمدھی ہو چکے ہیں مانگ لیجئے کہ ان کے ادارہ کی ملازمت چھوڑ کر گھر بیٹھ رہنے کے بعد میں اپنے بڑے بھائی (تقی انور صاحب) کے ساتھ ان کے وطن زید پور جا کر ان سے ان کے والد کی موجودگی میں ملا۔(باوجودیکہ وہ ہندی میگزین کے مدیر کی حیثیت سے اپنی ایک تحریر میں قانونی کارروائی کی دھمکی دے چکے تھے کہ مجلس انتظام کی وہ تحریر جو حیدر مہدی صاحب کے سلسلہ میں اردو میگزین میں شائع ہوئی ہے اگر ہندی میگزین میں شائع ہوئی تو وہ قانونی کارروائی کر سکتے ہیں) زید پور کی گفتگو میں تصدیق صاحب مسلسل کہتے رہے کہ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، مگر میں اب نوکری نہیں کروں گا۔ان کے والد نے آخر میں فرمایا کہ ''تصدیق جو کچھ ہیں تنظیم سے ہیں تنظیم چھوڑنے کا کوئی سوال نہیں، کام کریں گے پابندی سے نوکری نہیں کریں گے ٹور وغیرہ کی مشغولیت ہے۔'' میں نے کہا کہ پہلے بھی پابندی نہیں تھی جیسے جی چاہے خود اپنا ٹائم ٹیبل بنا کر کام کرتے تھے اب بھی ویسے ہی کریں۔اس کے بعد تصدیق صاحب نے چند دنوں بعد دفتر آنے کا وعدہ کیا۔مگر وعدے کے باوجود نہیں آئے، انتظار کر کے جب میں نے فون کیا تو فرمایا کہ اداریہ لکھ دیا کروں گا، دفتر آ کر کام نہیں کروں گا۔میں نے کہا کہ مسئلہ آپ کے حوالے ادارہ کے جو کام ہیں ان کے انجام دینے کا ہے، اداریہ کا نہیں۔جس کے بعد انہوں نے جواب دیا کہ

استخارہ منع آتا ہے۔

اب آیئے مولانا صابر صاحب تک۔ یہ سابق میں آپ کے بھائی، سابق پرنسپل مولانا منظر صاحب اور حیدر مہدی صاحب کے معتوب تھے اور جب مولانا منظر صاحب نے حیدر مہدی صاحب کی تحقیق اور نتیجۂ تجسس کی بنیاد پر صابر صاحب کو کسی اخلاقی جرم کا مرتکب قرار دے کر انہیں نکالنے کا فیصلہ لیا تو میں نے صابر صاحب کا دفتر میں ٹرانسفر کر دیا کہ آدمی صرف شبہہ پر بے عزت نہ ہو۔ ان کے حوالے شعبۂ کتب کے بعض امور کر کے ادارے کا بک اسٹور ریڈ گیٹ بلڈنگ میں کھولنے کی ذمہ داری کر دی۔ مگر انھوں نے وکٹوریہ اسٹریٹ پر خود اپنی دکان کھول لی اور دفتر کے بعض کارکنان کی گواہی موجود ہے کہ فون پر کتب کا آرڈر لے کر ادارہ سے کتب نہیں بھیجیں اور اپنا موبائل نمبر دے کر کہا کہ بعد میں بات کیجئے گا (جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ کتابیں اپنی دکان سے بھیجیں) مگر اس سب کے باوجود ان کو ہٹانے کی کوئی بات نہیں تھی۔ انھوں نے استعفیٰ از خود دیا اور بے بنیاد الزام لگائے۔ کیونکہ وہ بھی اندر اندر حیدر مہدی صاحب اور منظر صاحب سے ملے ہوئے تھے۔ جس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ان کے استعفیٰ کی کاپی ح۔ ر۔ صاحب آپ کے پاس بھی ہے جسے انھوں نے صدر ادارہ کو بھیجا تھا جب کہ استعفیٰ سکریٹری کو دینا چاہئے تھا۔ ح۔ ر۔ صاحب یہ استعفیٰ آپ تک کیسے پہنچا؟

صابر صاحب کے گھر پر حیدر مہدی صاحب گروپ کی نشستیں ہوتی تھیں۔ حق کو پہچان کر بھی اس کا ساتھ دینے کی ہمت صابر صاحب میں نہیں ہے۔ ہر ایک سے تعلقات رکھنا ان کی بیماری ہے چاہے حق پر ہو یا باطل پر۔ چنانچہ کسی سے فرمایا تھا کہ علاقہ کی بات ہے مرنا جینا ان کے (حیدر مہدی صاحب وغیرہ) ساتھ ہے ان کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

مسٹر ح۔ ر۔ کا ایک اور جھوٹ: *"مولانا محمد علی آصف صاحب کو نائب صدر سے ہٹا دیا گیا"*

یہ بھی کذب محض ہے انھیں ہٹایا نہیں گیا ہے، بلکہ نائب صدر کی تین سالہ مدت پوری ہونے پر وہ دوبارہ نائب صدر نہیں بنائے گئے، دستور العمل کے مطابق تین سال پورے ہونے پر کمیٹی کے الیکشن کے بعد کمیٹی صدر کو منتخب کرتی ہے اور صدر، نائب صدر اور سکریٹری کو۔ تاریخ ادارہ میں قیام ادارہ سے اب تک صدر ہمیشہ اتفاق رائے سے ہوتا رہا ہے۔ البتہ اس بار صدر کے لئے مینیجنگ کمیٹی کے چودہ افراد نے سرکارِ شمیم الملت کا نام پیش کیا لیکن (۱) مولانا محمد علی آصف صاحب (۲) مولانا

مظاہر علی صاحب (۳) مولانا جعفری صاحب (۴) مولانا جوادالحید رصاحب نے صدارت کے لئے مولانا محمد حسن معروفی صاحب کا نام پیش کیا جب کہ وہ ہندوستان میں مقیم نہیں ہیں۔آپ خود سوچئے جب مولانا آصف صاحب نے مولانا شمیم صاحب کو صدارت کے لائق نہیں سمجھا تو پھران کے فرزند، اعزاء اور حامی اس بات کی کیوں شکایت کرتے ہیں کہ مولانا شمیم صاحب قبلہ نے آصف صاحب کو نائب صدر نہیں معین کیا۔البتہ خود شمیم الملت مولانا آصف صاحب کو نائب صدر نہ بنانے کی وجہ ہرگز اس مسئلہ کو نہیں قرار دیتے۔اس سلسلہ میں ان کا فرمانا یہ ہے کہ دستور العمل کے مطابق نائب صدر کو صدر کے تفویض کردہ امور کو انجام دینا ہوتا ہے مگر مولانا آصف صاحب نے نائب صدر ہوتے ہوئے متعدد مقامات پر صدر ادارہ کے ہدایات کو نظر انداز کیا پھر وہ انھیں کیسے نائب صدر بناتے۔

(ویسے بھی ح۔ح۔رضوی صاحب کو اپنے خود ساختہ اصولوں کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے، اپنوں کے لئے کچھ، دوسروں کے لئے کچھ اور اصول نہیں بنانا چاہئے۔اگر ان کی رائے میں ایک شخص کو صدر اور سکریٹری دو بار سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے، تو یہی نظریہ ان کو نائب صدر کے لئے بھی رکھنا چاہئے۔ آصف صاحب دو بار نائب صدر رہ چکے ہیں۔اب ان کے نائب صدر نہ ہونے کا شکوہ کیوں؟)

ح۔ح۔صاحب خود آپ بھی تو اپنے ادارہ کے روز تولد سے آج تک ایڈیٹر سے لے کر Owner تک سب کچھ ہیں، خود آپ کو اپنے بارے میں دو ٹرم (Term) کا قانون کیوں یاد نہیں آتا؟ مگر آپ تو نہ جانے اپنی کرسی سے کس کارخانہ کا فیویکول (Fevicol) لگائے بیٹھے ہیں۔

ڈبل ح صاحب اپنے علم لدنی سے مستفید فرماتے ہوئے گل افشانی فرماتے ہیں کہ *"مدرسین اور انسپکٹران اور کلرکوں میں سے جن افراد نے مولوی صفی حیدر صاحب کی جی حضوری میں ذرا بھی کمی کی ان کو تنظیم سے باہر نکال دیا گیا"*

ح۔ح۔صاحب حیدر مہدی صاحب کے گروہ میں شامل منظر صاحب اور میثم صاحب کے علاوہ ان "مدرسین" کا نام تحریر فرمائیے جن کو نکالا گیا ہے۔(ملحوظ رہے کہ "مدرسین" جمع کا صیغہ ہے۔) مذکورہ بالا حضرات کے اخراج کا فیصلہ مجلس انتظام نے ادارہ کو بدنام کرنے والے اور سکریٹری کے خلاف توہین آمیز الزامات سے لبریز، اس خط کے بعد کیا تھا جس پر منظر صاحب، میثم صاحب، حیدر مہدی صاحب کے علاوہ ظفر عسکری صاحب اور باقر عسکری صاحب کے بھی دستخط تھے۔اسٹاف

کی حیثیت سے اگران لوگوں کوشکایت تھی تو صرف یہ تین حضرات شکایت کرتے ،ادارہ سے غیر متعلق ان دوافراد (ظفر عسکری و باقر عسکری صاحبان) کے دستخط اس بات کی گواہی ہیں کہ الگ الگ لوگ اپنے اپنے مقاصد کے حصول کے تحت ایک ہوکر آئے تھے ۔ارکان مجلس انتظام نے ان مذکورہ ملازمین کے بارے میں فیصلہ لیا تھا تنہا میں نے نہیں۔ میں نے صرف مجلس انتظام کی ہدایات کی روشنی میں اقدام کر کے اپنی ذمہ داری پوری کی تھی۔

ح۔ح۔صاحب آپ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی سے متعلق تجویز کا مسودہ مولانا جوادالحید رصاحب کا تحریر کردہ ہے اوراس پر دستخط مولانا آصف صاحب نے بھی فرمائے ہیں۔

ح۔ح۔رضوی صاحب آپ نے اسی طرح لکھا ہے کہ انسپکٹران اور کلرکوں کو تنظیم سے باہر کر دیا گیا۔ذراان ''انسپکٹران''اور''کلرکوں''(ملحوظ رہے کہ یہ بھی جمع کے الفاظ ہیں) کے نام تو بتائیے۔

ح۔ح۔کاارشاد:'' *چاروں طرف مومنین نے تشویش کا اظہار کیا تو محترم صفی حیدر صاحب کو فکر ہوئی اورانھوں نے مومنین کی چہمی گوئیاں ختم کرنے کے لئے دسمبر ۲۰۰۹ء میں تا جنوری ۲۰۱۰ء کے تنظیم المکاتب کے شمارے میں ایک بیان شائع کیا اس کا عنوان ہے ''مجلس انتظام تنظیم المکاتب کا پیغام........قوم کے نام''*

پھر وہی جھوٹ ،شائع شدہ بیان میرا نہیں مجلس انتظام کا بیان ہے اور اصل بیان ارکان کے دستخطوں کے ساتھ اسکین (Scan) کرکے مجلّہ تنظیم المکاتب میں طبع ہوا ہے۔

ح۔ح۔ صاحب اپنی بے ہودہ تحریر کی بیہودگی میں اضافہ کرتے ہوئے مجلس انتظام سے *مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ خداوامام زمانہ کوحاضر وناظر جان کر مدیر نشر پیغام کربلا کوتحریر کریں کہ یہ پیغام سچ ہے یا جھوٹ....اپنا بیان بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کریں کہ آپ کا جو ڈاک خرچ ہوگا وہ ہم ادا کریں گے۔''*

ح۔ح۔صاحب آپ کو ہر ایک کو جھٹلانے اور ہر ایک کی توہین کرنے کی عادت ہوگئی ہے۔ پہلے اپنی حیثیت طے کیجئے۔ بلکہ یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اپنی اوقات پہچانئے ،اوراپنے خانے میں رہنا سیکھئے ،آپ کی تعلیم ہی کتنی ہے،کسی مدرسہ سے دوحرف بھی تو آپ نہیں پڑھے ہیں،آپ نے

صرف تھوڑی سی دنیوی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ بھی معمولی قسم کی۔(جس کے بعد آج کل چپراسی کی نوکری بھی نہیں ملتی) آپ کون ہوتے ہیں علماء اور قومی شخصیات کے لئے ایسا بے ہودہ لہجہ اپنانے والے اور ان سے اس طرح کے بے ہودہ مطالبات کرنے والے؟

پھر بھی اتمام حجت کے لئے جواب سن لیجئے۔اپنے ماموں سے ہی پوچھ لیجئے کہ بیان کس کا ہے جو مجلس انتظام کے بزرگ ممبر ہیں اور جن کے دستخط بھی اس بیان پر موجود ہیں اور آپ جن کی مہربانیوں سے ٹھاٹ سے انھیں کے پڑوس میں رہ رہے ہیں،اور ان سے بھی پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آپ اپنے ماموں کے دستخط بھی نہیں پہچانتے؟ یا آپ کو ان پر اعتماد نہیں ہے جو پوری مجلس انتظام سے دریافت کرر ہے ہیں!!

آگے ح۔ح۔صاحب رقم طراز ہیں:*"تحریر ہے کہ الیکشن میں بدعنوانی نہ ہونے کے باوجود بعض بزرگوں کی خواہش کے احترام مین دوبارہ الیکشن ہوا۔سنا آپ نے فرماتے ہیں......"*

ح۔ح۔صاحب یہ حقیر نہیں "فرماتا" ہے یہ الفاظ مجلس انتظام کے ہیں اور کارروائی مجلس انتظام کے رجسٹر پر درج ہیں۔دوبارہ الیکشن،فتنہ ختم کرنے کے لئے آپ کے ماموں صاحب کے اصرار پر ہوا۔ وہ جو بیلٹ پیپر بطور ثبوت لے کر دکھانے آئے تھے ان کے اندراجات کی غلطی کا کوئی تعلق دفتر سے نہیں تھا ۔دفتر نے سادے بیلٹ پیپر ممبروں کو بھیجے تھے۔مہاراشٹر سے آئے ہوئے بغیر دستخط کے چند بیلٹ پیپرس دکھا کر مولانا آصف صاحب نے براہ راست مجھ سے ان کے بارے میں وضاحت طلب کی تھی اور گویا انھیں بے ایمانی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا تھا،جیسے کہ غیر اردو داں علاقے سے سادے بیلٹ پیپرس واپس آنے کا قصوروار میں تھا۔میں نے جواب دیا تھا کہ بیلٹ پیپر بھیجنا ہمارا کام تھا اب کس نے صحیح بھرے کس نے غلط،کس نے خود لکھا کس نے دوسرے سے لکھوایا،کس نے تاریخ صحیح ڈالی کس نے غلط ،اس سے میرا تعلق نہیں،آپ کی مرضی جسے صحیح سمجھئے قبول کیجئے جنھیں غلط سمجھئے کینسل کیجئے،میری رائے یہ ہے کہ جو بیلٹ پیپر آپ کی نگاہ میں صحیح ہیں ان پر نتیجہ دے دیجئے۔مگر وہ یہ گذارش کیوں سنتے۔

اس کے قبل صدر ادارہ نے اور متعدد دیگر ارکان مجلس انتظام نے بھی ان سے یہی بات کہی تھی کہ جو بیلٹ پیپر غلط طور پر بھرے ہوئے ہیں یا آپ کی نگاہ میں مشکوک ہیں انھیں کینسل کر کے باقی کی بنیاد پر نتیجہ دے دیجئے۔لیکن مولانا آصف صاحب کی ایک ہی ضد تھی کہ الیکشن دوبارہ ہو۔فتنہ ختم کرنے

کے لئے یہ بے جا مطالبہ مجلس انتظام نے قبول کیا۔ دوبارہ الیکشن ہوا اور مولانا آصف صاحب نے اپنے قلم سے نتیجہ لکھ کر دیا۔ اگر دوسرے الیکشن میں بھی بے ایمانی ہوئی تھی تو مولانا آصف صاحب کو نتیجہ نہیں دینا چاہئے تھا۔ اور کم از کم بے ایمانی کا شور کرنے والوں کا ساتھ دینے والے ممبروں کو استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا لیکن ان کا استعفیٰ نہ دینا بھی بتا رہا ہے کہ کوئی بے ایمانی نہیں ہوئی۔

ح۔ ح۔ صاحب مجلس انتظام کے بیان پر تبصرہ کرنے کے لئے رقم طراز ہیں: ''دوسرے یہ کہ *بیلٹ پیپر بھرنے والوں نے غلطی کی تھی اس لئے دوبارہ الیکشن کرایا جا رہا ہے۔''*

اگرچہ الیکشن کینسل کرنے کا مطالبہ صرف مولانا آصف صاحب کا تھا جس کے شدت سے حامی صرف پیام صاحب تھے اور اسی وجہ سے الیکشن کینسل ہوا۔ لیکن مجلس انتظام کی کارروائی میں مولانا آصف صاحب کی بزرگی کا لحاظ رکھتے ہوئے دوبارہ الیکشن کے فیصلے کی وجہ یہ نہیں لکھی گئی کہ مولانا آصف صاحب کے اصرار پر الیکشن کینسل ہوا۔ بلکہ بیلٹ پیپر کی خانہ پری کی غلطیوں کو الیکشن کے کینسل ہونے کا سبب قرار دیا گیا کہ وہ بھی ایک سبب تھا تا کہ مولانا آصف صاحب کی بزرگی کا احترام باقی رہے، اگر یہ لکھا جاتا کہ صدر اور متعدد ارکان کی رائے کے برخلاف بعض بزرگوں کا لحاظ کرتے ہوئے دوبارہ الیکشن کرایا جا رہا ہے تو عوام دریافت کرتے کہ یہ بعض بزرگ کون ہیں جو ضد کر کے ادارہ کے پیسے برباد کراتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اپنی اسی تحریر میں جو پیش نظر ہے یہ سوال اٹھایا ہے کہ

''بیلٹ پیپر غلط بھرنے سے ووٹ رد ہوتا ہے الیکشن رد نہیں ہوتا''

ح۔ ح۔ صاحب پہلی بار آپ نے معقول اور سچ بات کہی ہے۔ ہم بھی یہی کہتے آئے ہیں، صدر ادارہ بھی یہی فرما رہے تھے۔ اکثر ارکان مجلس انتظام کی بھی یہی رائے تھی۔ اپنے ماموں صاحب سے پوچھئے کہ انھوں نے ووٹ کینسل کرنے کے بجائے دوبارہ الیکشن کیوں کرایا۔

مومنین کرام! ح۔ ح۔ صاحب کی جسارت ملاحظہ کیجئے: *''مجلس انتظام جس میں سب علماء ہیں آخر ان کو کیا سوجھی کہ دوبارہ الیکشن کی صدا لگا دی اور رقوم شرعی بے مقصد ضائع کرا دیں کیا مجلس انتظام تنظیم المکاتب رقوم شرعی کے ضائع کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتی ہے.....................''*

ح۔ ح۔ صاحب آپ ''خود کوزہ و خود کوزہ گرو خود گل کوزہ'' کا مصداق بنتے ہوئے ایک مذہبی پرچے کے خود ساختہ ایڈیٹر، پرنٹر پبلیشر، اور سب کچھ ہیں۔ خدارا کبھی تو کوئی

بات صحیح لکھ دیا کیجئے۔ایک تو مجلس انتظام میں سب علماء نہیں ہیں، دوسرے یہ کہ آپ کے بقول ''علماء'' کو دوبارہ الیکشن کی نہیں ''سوجھی'' تھی یہ مطالبہ صرف آپ کے ماموں صاحب (مولانا آصف صاحب) کا تھا کم ازکم اپنے ماموں کا تو احترام کیجئے۔اگر یہ مطالبہ ''دوبارہ الیکشن'' کی ''صدا'' لگانا تھا اور رقوم شرعی کا بے مقصد ضائع کرنا، تو یہ آپ کے جرگہ کے لوگوں کے یکطرفہ مطالبہ کو پورا کرنے والا، آپ کے ماموں صاحب (مولانا آصف صاحب) کا فیصلہ تھا۔**آپ انھیں سے وجہ دریافت کیجئے اور انھیں سے ضائع شدہ رقوم شرعیہ کا حساب طلب کیجئے اور اگر کچھ حاصل ہو جائے تو تنظیم المکاتب میں جمع کیجئے گا کیونکہ یہ ادارے کی امانت ہوگی، کہیں اپنے ادارے کی ذیلی تنظیم انجمن فلاح سادات و مومنین میں جمع نہ کردیجئے گا۔**(ادارے کی ذیلی تنظیم اور انجمن کی اصطلاح آپ ہی کے ذہن رسا کا کارنامہ ہے ورنہ ادارے میں شعبے ہوتے ہیں تنظیم اور انجمن نہیں ہوتی۔ح۔ح۔صاحب انجمن کے نام میں مومنین سے پہلے سادات الگ سے لکھنے کی ضرورت آپ کو کیوں محسوس ہوئی؟ کیا آپ کی نگاہ میں سادات، مومنین نہیں ہوتے؟ کہیں ایسا تو نہیں یہ سب رقوم شرعیہ کھینچنے کے ہتھکنڈے ہیں)

ح۔ح۔صاحب ادارہ کی مجلس انتظام کا کام رقوم شرعیہ کی بربادی نہیں ہے مگر آپ ضرور اس کارنامہ کے انجام دینے والوں میں کافی آگے ہیں۔کیا رقوم شرعیہ سے چھپنے والے رسالہ میں ایسی تحریریں شائع کرنا جن سے قوم میں انتشار پھیلے، علماء کی توہین ہو، دینی اداروں کی ساکھ کو نقصان پہنچے اور مقدسات دینی کا مذاق اڑایا جائے، رقوم شرعیہ کا اچھا مصرف ہے؟ ح۔ح۔صاحب بغیر دینی تعلیم وتربیت اور بغیر کسی استاد و مربی کی سرپرستی کے دینی امور میں دخل اندازی اور رائے زنی دین کے لئے نقصان دہ ہے یا فائدہ مند؟ اور ایسے شخص کا رقوم شرعیہ میں تصرف کرنا اور ان پر صاحب اختیار ہونا کیا مزاج شریعت کے مطابق ہے؟

جعلی رسید بک کا مسئلہ

ح۔ح۔صاحب بدتمیزیوں کی حدیں پار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''*صدر تنظیم اس خط (جعلی رسید کے متعلق مظفرنگر کے کسی شخص کا خط جس کے لئے معلوم نہیں کہ اس کا وجود اصلی ہے یا نہیں) کو ایسے ہضم کر گئے۔*''

ڈبل ح صاحب آپ اپنے لہجہ کی بے ہودگی کو کنٹرول کرنا سیکھئے، علماء اور روحانیت کی توہین کرنا چھوڑ یئے، اس کا انجام دنیا میں آپ کو اچھا لگے تو لگے اور آپ کو علماء سے حسد کرنے والے، احساس کمتری کے شکار، خانہ ساز نیم ملاؤں اور بزعم خود قابل مآب مگر دین سے ناواقف اور دینی احساس کمتری کا شکار نام نہاد دانشوروں اور علماء دشمنی کا فریضہ انجام دینے والے استعمار کے زرخرید غلاموں اور عقائد تشیع کے سلسلہ میں مآخذ سے محروم، ترجمہ کے محتاج، اصول بحث سے بے خبر، شک کے شکار کچے دینداروں کی دامے درمے حمایت ملک و بیرون ملک سے ملتی رہے۔ مگر آخرت میں بہر حال نتیجہ اچھا ہونے والا نہیں ہے۔ وہاں ان حرکتوں کے ساتھ شفاعت محمدؐ وآل محمدؐ کا نصیب ہونا مشکل ہو جائے گا۔

ح۔ح۔صاحب مجلس انتظام کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے رسید بک کے مسئلہ پر رقم طراز ہیں: ''اس میں تحریر ہے کہ جعلی رسید بک شائع نہیں ہوئی''

ح۔ح۔صاحب آپ نے حسب عادت ایک بار پھر مجلس انتظام کے بیان میں تحریف کی ہے بیان کے الفاظ درج ذیل ہیں جو آپ نے اپنے اسی پرچے میں خود بھی درج کئے ہیں:

''ادارہ کی طرف سے نہ کوئی جعلی رسید بک ہے نہ ادارہ کے کسی فرد نے جعلی رسید بک چھپوائی ہے۔''

مذکورہ بیان میں کسی جعلی رسید بک کے وجود سے انکار نہیں کیا گیا ہے۔ چنانچہ مظفر نگر میں بعض مقامات پر جعلی رسید دیکھی گئی جس کے بارے میں شبہہ تھا کہ اس پر مولوی حسن حیدر ساکن تسہ کے دستخط ہیں اور تحقیق کے بعد اس کا یقین بھی ہو گیا۔ اس کے بعد ان سے میمن سادات کی کانفرنس میں صدر ادارہ اور متعدد ارکان کی موجودگی میں باز پرس کی گئی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اور ثبوت مانگا، ثبوت فراہم کر کے انہیں وکیل کے ذریعہ قانونی نوٹس بھی دی گئی۔

اس سب کے باوجود آپ کو گھر بیٹھے یہ خبر کیسے لگ گئی کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی؟ آپ عناد میں آنکھیں بند کئے الزام تراشی کی راہ پر بھاگے چلے جا رہے ہیں اور ایک دن گہری کھائیوں میں گر کر **خسر الدنیا و الآخرہ** کا نمونہ بنیں گے۔

اسی طرح کانفرنس کے سلسلہ میں اُس ڈھیٹ شخص نے فراڈ کر کے پہلے مومنین سے رقم وصولی پھر ادارہ سے بھی یہ غلط بیانی کر کے رقم حاصل کر لی کہ چندہ نہیں ہوا، سارے خرچ کا بوجھ میرے اوپر

آیا ہے۔ظاہر ہے ہم ایک معمم ، مدرسہ علمیہ کے سابق استاداور ایک معتبر شخصیت حکیم محمد حیدر صاحب، تسہ ضلع مظفر نگر جو ہمیشہ تبلیغی دورے اور کانفرنسوں میں تبلیغی وفد کے ساتھ رہتے تھے،حوزۂ علمیہ قم سے تعلیم یافتہ ان کے برادر خورد کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا شخص اتنا بڑا جھوٹ بولے گا اور فراڈ کرے گا اور دینی مالیات میں اتنی بے ایمانی کرے گا۔بہرحال جب مومنین سے اس کے فراڈ کی اطلاع ملی تو اس مسئلہ کا بھی نوٹس لیا گیا۔

یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ اس سلسلہ میں حکیم محمد حیدر صاحب سے بھی رابطہ کیا گیا تھا اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ادارہ کی رقم وغیرہ واپس کرائیں گے مگر اس کو بھی مہینوں ہو گئے ، اب تک صرف انتظار ہے، اب ادارے کے پاس اس کے بعد اپنے مجلّہ میں اعلان اور قانونی کارروائی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ جاتا ہے کیونکہ دوسرے تمام اقدامات کئے جا چکے ہیں اور اس میں کافی مدت گذر چکی ہے۔

’’عدالتی کارروائی‘‘

اس سرخی کے تحت بھی ح۔ح۔صاحب نے تحریر میں ہیرا پھیری کر کے قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔میں نے یا تنظیم المکاتب کے کسی بھی ذمہ دار نے کوئی مقدمہ حیدر مہدی صاحب اینڈ کمپنی پر قائم نہیں کیا ہے۔اس کا آغاز حیدر مہدی صاحب کے اشاروں پر کرامت صاحب نے کیا اور پھر حیدر مہدی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے پے در پے متعدد مقدمے قائم کئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ ۱۹راپریل ۲۰۰۸ء کو مولوی کرامت حسین صاحب کے ذریعہ رجسٹرار سوسائیٹیز آفس میں، الیکشن کینسل کر کے گورنمنٹ رسیور معین کرنے کے لئے۔

۲۔ ۱۱راگست ۲۰۰۸ء کو مولانا حیدر مہدی صاحب کے ذریعہ جامعۃ الزہراء تنظیم المکاتب کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دیتے ہوئے یہ الزام لگا کر کہ صفی حیدر غنڈوں کے ذریعہ جامعۃ الزہراء پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، Stay لینے کے لئے موہن لال گنج سول کورٹ، لکھنؤ میں

۳۔ ستمبر ۲۰۰۸ء کو مولوی کرامت حسین صاحب کے ذریعہ الیکشن کے سلسلہ میں ہائی کورٹ میں

۴۔ ۱۵/مارچ ۲۰۰۹ کو مولانا حیدر مہدی صاحب کے ذریعہ اپر مکھیہ نیا یک مجسٹریٹ سی۔بی۔آئی میں، سکریٹری ادارہ، مولانا حمید الحسن صاحب استاد جامعہ امامیہ اور ضیغم حسین صاحب کلرک کے خلاف 500, 501 آئی۔پی۔سی۔کے تحت جس میں پچاس لاکھ تک جرمانہ کی مانگ کی گئی۔

۵۔ ۲۸/مارچ ۲۰۰۹ء کو مولانا حیدر مہدی صاحب کے ذریعہ اپر مکھیہ نیا یک مجسٹریٹ سی۔بی۔آئی میں سکریٹری ادارہ کے خلاف دفعات 420,506 آئی۔پی۔سی۔کے تحت ایف۔آئی۔آر کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ الزام لگا کر کہ سکریٹری نے جامعۃ الزہراء کا اندراج اپنے نام کرالیا ہے۔(جب کہ جامعۃ الزہراء کا اندراج تنظیم المکاتب کے نام ہے۔)

۶۔ ۲۷/اپریل ۲۰۰۹ء کو حیدر مہدی صاحب اور منظر صادق صاحب کے ذریعہ جامعہ امامیہ سے سبکدوش کئے جانے پر ہائی کورٹ لکھنؤ میں

ح۔ح۔صاحب ان مقدمہ کرنے والوں میں آپ کے بھائی منظر صادق صاحب بھی شامل ہیں، عدالت جور سے رجوع کے سلسلہ میں جو حدیثیں آپ مجھے مخاطب کر کے لکھتے رہتے ہیں ان کو بھی پڑھوا دیجئے اور جو نصیحتیں مجھے کرتے رہتے ہیں ان پر بھی آزما ڈالئے۔شاید کچھ اثر ہو جائے۔اگر چہ اب کوئی امید نہیں ہے کہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لاَ يَرْجِعُونَ

ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی پر کوئی مقدمہ نہیں قائم کیا، البتہ جب حیدر مہدی صاحب اور ان کے دبنگ حامیوں کی طرف سے خطرہ اس حد تک بڑھا کہ محسوس ہونے لگا کہ مرنے مارنے، خون کی ندیاں بہانے جیسی دھمکیاں عملی جامہ پہن لیں گی تو ۱۲/اگست ۲۰۰۸ء کو جامعۃ الزہراء کے سلسلہ میں مجلس انتظام کی میٹنگ کے دن ارکان کی حفاظت کے لئے پولیس کو بلانا پڑا، کیونکہ مسلسل ایسی خبریں اور دھمکیاں مل رہی تھیں کہ ہنگامہ ہوگا، جامعۃ الزہراء میں گولی چلے گی، جن خبروں کے بعد یہ اقدام ضروری تھا۔مثلاً علاقہ کے ایک دبنگ نے ادارہ کے قانونی مشیر وکیل صاحب کو فون کر کے کہا تھا کہ جامعۃ الزہراء میں گولی چل جائے گی۔نیز اسی دوران کچھ دبنگ جوانوں کی میٹنگ کی خبر بھی ملی جن میں بعض مسلح تھے۔۱۲/اگست ۲۰۰۸ء لکھنؤ کے ایک سابق اسٹوڈنٹ یونین لیڈر کے اشارے پر جن کے ایک قریبی رشتہ دار حیدر مہدی صاحب کے مقرب بارگاہ ملازم ہیں، بڑی تعداد میں نوجوان لڑکے ہاکی وغیرہ لئے ہوئے محلے میں ٹہل رہے تھے جن سے کہا گیا تھا کہ چند غنڈے جامعۃ الزہراء پر قبضہ

کرنے آرہے ہیں جب کہ صدر ادارہ سرکار شمیم الملت کی قیادت میں علماء کی اکثریت پر مشتمل ارکان مجلس انتظام جامعۃ الزہراءتشریف لائے تھے۔

اسی طرح جس دن حیدر مہدی صاحب نے جامعۃ الزہراء کا چارج دینے کا وعدہ کیا تھا (۲۵/اگست ۲۰۰۸ء کو) اس دن بھی شہر کی ایک نامور شخصیت نے تیس پینتیس اسلحہ برداروں کے ساتھ جامعۃ الزہراؑ سے حیدر مہدی صاحب کے گھر تک ان کے ساتھ مارچ بھی کی تھی۔ یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ اگر صفی حیدر جامعۃ الزہرا تک آئے تو ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو دہلی کے ایک مولانا کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (عمامہ اتار کر نالی میں گرا کر مارا جانا وغیرہ۔) خود مولانا حیدر مہدی نے اپنے اخباری بیان میں لکھا تھا کہ لوگوں کو جامعۃ الزہراء تک ہماری لاشوں پر سے گذر کر جانا ہوگا۔ موثق خبروں کے مطابق ۲۵/اگست ۲۰۰۸ء کو جس دن حیدر مہدی صاحب نے جامعۃ الزہراء کا چارج دینے کا تحریری وعدہ کیا تھا، جامعۃ الزہراء کی پشت پر کٹوں کے علاوہ ہتھ گولوں سے مسلح چند غنڈے لکھنؤ کے ایک پڑوسی ضلع کے ایک قدیم قصبے سے لا کر رکھے گئے تھے، جنہیں بعض خدام جامعۃ الزہراء کھانا پانی بھی پہنچا رہے تھے۔

ان حالات میں میرے پاس پولیس سے مدد لینے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ اس سلسلہ میں بھی حیدر مہدی صاحب کی طرف سے مسلسل رکاوٹ رہی اور ان کی جانب سے پیسے کے استعمال اور شہر کی ''بارسوخ'' اور ''مقتدر'' شخصیات کی طرف سے دباؤ کے باعث تھانے میں ہماری کوئی سنوائی نہیں ہوئی اور عرصہ بعد ایس۔ ایس۔ پی آفس میں بار بار درخواست دینے کے بعد ان کے خصوصی حکم پر رپورٹ لکھی گئی، جب رپورٹ لکھی گئی تو اس میں پورے معاملہ کی تفصیلات اور اس سے متعلق افراد کا ذکر آنا ناگزیر تھا۔ چاہے انہوں نے صرف پمفلٹ بازی اور مراسلہ بازی کی ہو جیسے گلزار اور ح۔ ح۔ رضوی صاحبان یا اس کے ساتھ ساتھ غبن بھی کیا ہو جیسے حیدر مہدی اور ریاض حیدر صاحبان۔

یہ بھی ح۔ ح۔ صاحب کا جھوٹ ہے کہ مولانا آصف صاحب کے خلاف FIR ہے۔ مولانا آصف صاحب کے خلاف FIR کا تو تصور بھی نہیں، FIR میں تو بہت سے ایسے لوگوں کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے جو باقاعدہ اس مہم میں Active part لے رہے تھے، FIR میں صرف ان کے نام دیئے گئے ہیں جو اس ہنگامے میں بہت زیادہ ایکٹیو پارٹ (Active part) لے رہے تھے اور ان

میں قلمی حصہ لینے والوں میں مسٹر غلام علی گلزار اور مسٹر ح۔ح۔رضوی بھی ہیں۔

رپورٹ لکھے جانے کے بعد بھی پولیس سے عدالت تک پہنچنے اور اس پر کارروائی ہونے میں حیدر مہدی صاحب نے ہر جگہ رکاوٹ کی۔ چنانچہ ۵؍فروری ۲۰۰۹ء کی FIR پر ۴؍جنوری ۲۰۱۰ء کو عدالت میں کارروائی شروع ہوئی تب بھی کسی کے نام وارنٹ جاری نہیں ہوا بلکہ ان لوگوں کو عدالت میں طلب کیا گیا، جب یہ حضرات حاضر نہیں ہوئے تو عدالت نے وارنٹ جاری کیا جس کی تعمیل میں تاخیر کرا کے تعمیل سے پہلے ہی حیدر مہدی صاحب نے محمد علی عبد علی صاحب کو سامنے لاکر High Court سے Stay لے لیا۔

ح۔ح۔صاحب کے جھوٹ کا عالم یہ ہے کہ وہ لوگوں کو یہ بتاتے پھر رہے ہیں کہ صفی حیدر نے مولانا آصف صاحب کے نام وارنٹ جاری کرا دیا ہے۔ چنانچہ دلی کی ایک معروف مذہبی شخصیت عزیز زیدی صاحب نے جب فون کر کے مجھ سے یہی بات دریافت کی تھی تو میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ ح۔ح صاحب سے کہئے کہ اگر وہ سچے ہیں تو وارنٹ کی کاپی لاکر دکھائیں اور اب براہ راست ح۔ح۔ صاحب سے کہتا ہوں کہ اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو مولانا آصف صاحب کے وارنٹ کی فوٹو کاپی چھاپ دیں۔(بقول آپ کے یہی مباہلہ کا آغاز ہوگا۔)

البتہ اتنا ضرور ہے کہ مولانا آصف صاحب نے اس فتنہ میں اپنے فرزندوں، رشتہ داروں اور ان کے احباب کی باتیں آنکھ موند کر سچ مانیں اور کرامت صاحب کا بھرپور ساتھ دیا جو حیدر مہدی صاحب کی شہ پر رجسٹرار سوسائٹیز کے یہاں الیکشن میں دھاندھلی اور غبن کے نام پر گورنمنٹ رسیور معین کرنے کا مطالبہ لے کر گئے تھے۔ رجسٹرار سوسائٹیز کے دفتر سے مجھے اور آصف صاحب کو نوٹس جاری ہوا تھا (ح۔ح۔ صاحب میرے بارے میں مسلسل افواہ اڑا رہے ہیں کہ میں نے مولانا آصف صاحب کے نام FIR لکھائی ہے **مگر الیکشن کے سلسلہ میں جھوٹا مقدمہ کر کے ان کے احباب نے ان کے ماموں مولانا محمد علی آصف صاحب کو عدالت میں کھینچ بلایا تھا اس کا تذکرہ ح۔ح۔ صاحب نے کبھی نہیں فرمایا۔)**

رجسٹرار سوسائیٹیز کے کورٹ سے نوٹس ملنے کے بعد مولانا آصف صاحب ادارہ کے دفتر آنے اور ادارہ کی حمایت میں قدم اٹھانے کے بجائے اس گروہ کے افراد کے تقریباً ساتھ ساتھ رجسٹرار

سوسائٹیز کے آفس پہنچے۔ جب کہ مولانا آصف صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ اس مقدمہ میں سارے وہ مسائل اٹھائے گئے تھے جو پہلے ملتوی شدہ الیکشن سے مربوط تھے اور مولانا آصف صاحب کا اخلاقی فریضہ تھا کہ وہ لکھ کر دیتے کہ یہ مسائل اس الیکشن سے متعلق نہیں ہیں جس کا نتیجہ انہوں نے دیا ہے بلکہ اس الیکشن سے متعلق ہیں جو کینسل ہو چکا ہے۔

جب کہ اس کے برخلاف مولوی کرامت حسین صاحب نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جو کاغذات لگائے تھے ان میں پہلے الیکشن کے کچھ بیلٹ پیپرس کی کاپیاں بھی تھیں اور مولانا آصف صاحب کے اس خط کی کاپی بھی تھی جو انہوں نے مجلس انتظام کے ارکان کے نام لکھا تھا۔ کرامت صاحب کے پاس یہ چیزیں کیسے آ گئیں جنہیں صرف نگراں الیکشن کے پاس ہونا چاہئے خاص کر کے بیلٹ پیپرس، یہ بھی ایک اہم سوال ہے اور قوم کو اس کا جواب ملنا چاہئے۔ (ح۔ح۔صاحب مباہلہ کی دوسری منزل یہی ہے کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔)

اللہ ادارہ کا محافظ ہے اور حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف سرپرست ہیں، چنانچہ ان ساری مشترکہ کوششوں کے باوجود حق کی جیت ہوئی اور رجسٹرار سوسائٹیز نے الیکشن کو صحیح قرار دیا۔

ح۔ح۔صاحب حسب عادت بدتمیزی کا ریکارڈ قائم کرنے کے لئے رقم طراز ہیں: *"اگر مولوی صفی حیدر صاحب صدر تنظیم "مولوی"، شمیم الحسن صاحب کو لائیں انسپکٹران تنظیم کو لائیں دفتر تنظیم کے عملے کو لائیں اور خود آئیں اور مباہلہ کریں۔"*

لگتا ہے ح۔ح۔صاحب بہت جلد رسالت یا امامت یا کم از کم عصمت کے دعویدار ہونے والے ہیں کہ مباہلہ انبیاء، ائمہؑ اور معصومینؑ کا کام ہے۔

ح۔ح۔صاحب کو یہ بھی تو بتانا چاہئے کہ وہ کس کس کو کہاں کہاں سے لائیں گے؟ مباہلہ کرنے والے ان کے "اَنْفُسَنَا" سب ملکی ہونگے یا کچھ غیر ملکی بھی؟ ح۔ح۔صاحب مباہلہ کی دھمکی دینے سے پہلے تھوڑی سی مردانگی دکھایئے اور میری اس تحریر کو (کانٹ چھاٹ کر نہیں جو آپ کی عادت ہے بلکہ من وعن) اپنے پرچے میں شائع کر کے اپنی جرأت و دیانت کا ثبوت دیجئے۔

آگے چل کر ح۔ح۔صاحب لکھتے ہیں: *"یہ عدالتی کارروائی کہاں سے شروع ہوئی اس کو میں بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھ رہا ہوں ...."*

یہاں ح۔ح۔صاحب نے حسب ضرورت ''اختصار'' کا سہارا لیا ہے اس لئے کہ تفصیل میں جھوٹ چھپ نہ پاتا۔

''ہوا یہ کہ مولوی صفی حیدر اور مولوی حیدر مہدی زیدی صاحب ہم پیالہ، ہم نوالہ، ہم بازو، ہم ترازو تھے.......'' (نئی اصطلاح ہے جس کی تخلیق کیلئے علم سے زیادہ جہالت درکار ہے اور ذوق سے زیادہ بدذوقی۔)

ح۔ح۔صاحب! میں اور حیدر مہدی صاحب ہم پیالہ اور ہم نوالہ کیسے ہو سکتے ہیں!؟ میں نے آغاز حیات میں اپنے والد محترم کی انتہائی جفاکشی کی حلال کمائی سے، پھر ہندوستان کے دور طالب علمی میں اپنے ماموں کی پاکیزہ روزی سے زندگی بسر کی ہے اور حوزۂ علمیہ قم میں مراجع کے عطا کردہ شہریہ سے۔ حوزۂ علمیہ قم کی زندگی سے قبل اور اس کے بعد کبھی آج تک رقم شرعی کا ایک پیسہ اپنے اوپر خرچ نہیں کیا ہے۔آج بھی مجھے اور میرے اہل وعیال کو ذکر حسینؑ اور تبلیغ دین کے طفیل میں روزی ملتی ہے، اتنا تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ارکان ادارہ اور عہدہ داران مجلس انتظام، صدر وسکریٹری وغیرہ کو تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ نہیں ملتا۔ بانی تنظیمؒ نے ادارے میں دیانت کا ایسا ماحول اور نظام بنایا ہے کہ اگر دفتر میں ایک وقت کا کھانا بھی کھالیں یا ایک پیالی چائے ہی پی لیں تو اس کی رسید کٹ جاتی ہے۔

رہ گئے حیدر مہدی صاحب تو انہوں نے پہلے ''پولیس ڈپارٹمنٹ'' میں ملازم اپنے والد کی ''حلال کمائی'' سے، پھر رقوم شرعی اور خیرات سے روزی حاصل کی ہے، جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے کہ نہ وہ صاحب جائیداد تھے نہ ملازم، (جب ملازم ہوئے تب بھی اتنی تنخواہ نہیں تھی جیسا ان کا شاہی خرچ تھا اور ہے) آج بھی نہ مجلس پڑھتے ہیں نہ کوئی دوسرا کام کرتے ہیں جس سے روزی حاصل کریں۔ وہ تو نماز جنازہ تک نہیں پڑھاتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ان کی روزی کا تعلق ''دست غیب'' سے ہے۔ ورنہ ان کے پاس دو منزلہ رہائشی وسیع وعریض مکان کے علاوہ جس کے اوپر نیچے کے متعدد کمروں میں لڑکیاں کا بورڈنگ بھی ہے، سرفراز گنج سے لے کر ہردوئی روڈ تک جتنا ہمیں معلوم ہے، کروڑوں کی جائیداد کہاں سے آئی؟

ح۔ح۔صاحب! اگر میرا گمان غلط ہے تو آپ حیدر مہدی صاحب کے ذرائع آمدنی بتا دیجئے جن کے ذریعہ وہ شاہی ٹھاٹ باٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں؟

اسی طرح وہ آپ کے بقول نہ میرے ''ہم باز و نہ ہم ترازو'' وہ ادارہ کے تنخواہ دار ملازم تھے اور دوجگہ سے تنخواہ لیتے تھے۔میں کرم پروردگار سے شروع سے رضا کار خدمت گذار تھا اور ہوں اور انشاء اللہ تا حیات رہوں گا چاہے سکریٹری رہوں یا نہ رہوں۔

رہ گئی آپ کے لفظوں میں ''ہم ترازو'' ہونے کی بات تو ترازو کے دو پلوں میں کون اونچا کون نیچا اور کون برابر؟ اس کا فیصلہ عالم و عادل پروردگار ہی کر سکتا ہے آپ جیسا جاہل اور جانبدار نہیں۔ اور آپ جیسے شخص کو اس کا حق بھی نہیں ہے جو حد درجہ خود پسندی کا شکار، خودستائی کا مریض، کنبہ پرستی کا اسیر اور جہل مرکب کا شکار ہو کہ اپنی جہالت سے بھی اس قدر بے خبر ہو کہ جسے ایک جملہ ٹھیک سے بولنا نہ آتا ہو وہ طلاب علوم دینیہ اور ذاکرین کرام کے لئے ''نصاب مجالس'' لکھے۔یہ حماقت آمیز کارنامہ سوائے جاہل مرکب کے کون کر سکتا ہے؟ جو اہانت مومن، خودرائی، عجب اور خودستائی جیسی بے شمار اخلاقی بیماریوں کا شکار ہو وہ طلاب علوم دینیہ اور خطباء و ذاکرین، علماء و اساتیذ کی بزعم خود ''اصلاح'' کی مہم چلائے۔یہ سوائے جاہل مرکب کے کون کر سکتا ہے؟ جو شخص عربی تو دور کی بات فارسی بھی نہ پڑھ سکتا ہو، وہ علماء نجف وقم کا مذاق اڑائے ایسی جسارت جاہل مرکب کے علاوہ کون کر سکتا ہے؟

البتہ اتنا ضرور ہے کہ ح۔ح۔صاحب جب آپ کو یقین ہے کہ حیدر مہدی صاحب آپ کے بقول میرے ہم ترازو ہیں تو میں چونکہ آپ کی نگاہ میں بے دین، بے ایمان، جھوٹا، خائن، خودغرض اور موقع پرست وغیرہ ہوں کہ بقول آپ کے کام نکال کر لوگوں کو باہر کر دیتا ہوں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے، لوگ ادارہ سے اپنا کام نکالنے آتے ہیں اور جب میرے اصول وضوابط کے پابند ہونے کی وجہ سے ادارہ سے فائدہ اٹھانے میں ناکام ہوتے ہیں تو از خود باہر ہو جاتے ہیں۔

چونکہ آپ کے بقول حیدر مہدی صاحب میرے ہم ترازو ہیں اس لئے حیدر مہدی صاحب بھی یہ سب ہوئے، آپ کی نگاہ میں جو میں ہوں، لہٰذا آپ کو اور آپ کے کنبے والوں، خاص کر مولانا منظر صاحب کو حیدر مہدی صاحب کا ساتھ نہیں دینا چاہئے کہ یہ برائی کا ساتھ ہوا۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جیسے ''مقدسین'' کے لئے لوگ یہ محاورہ دہرانے لگیں ''چور چور موسیرے بھائی''

ح۔ح۔صاحب بڑے بھولے پن کے ساتھ آگے رقم طراز ہیں: ''*نہ جانے ان دونوں کے درمیان ایک چنگاری کس مسئلے پر پیدا ہوگئی*۔''

کیا کہنے اس بھولے پن کے۔ آپ اس ''مسئلہ'' سے باخبر ہیں ہی نہیں؟ ح۔ ح۔ صاحب سارے حالات آپ کے علم میں ہیں بھولے نہ بنئے۔ یہ کوئی لمحہ بھر میں پیدا ہونے والا ایک ''مسئلہ'' نہیں ہے بلکہ ایک طویل داستان ہے، درحقیقت ادارہ پر قبضہ کا حیدر مہدی صاحب کا پلان بہت پرانا تھا اورانھیں صرف موقع کا انتظار تھا۔ علامہ جوادیؒ کی وفات کے بعد انھوں نے الیکشن کے موقع پر حملہ کا فیصلہ کیا جس کے متعدد ثبوت ہیں۔ جن میں ایک ثبوت ان کے اور ہمارے شاگرد مولانا عباس علی زیدی، ۲۴ پرگنہ بنگال کا طلاب قم کے درمیان دیا ہوا بیان ہے کہ جب حیدر مہدی صاحب نے ان سے الیکشن لڑنے کی بات کہی اور انھوں نے پوچھا کہ کیا کوئی اور راستہ نہیں ہے؟ (کہ ان میں ادارے کے نمک کا اثر باقی تھا) تو حیدر مہدی صاحب نے فرمایا کہ نہیں ''بیٹا'' وقت آ گیا ہے بس اب کھڑے ہو جاؤ۔ (ہوسکتا ہے بیان کے بعض الفاظ بدل گئے ہوں لیکن مفہوم نہیں بدلا ہے) (ملحوظ رہے کہ حیدر مہدی صاحب اینڈ کمپنی کے سرپرست اور آئیڈیل بعض بزرگوں کی طرح حیدر مہدی صاحب بھی اکثر کسی کو بھی صرف ''زبان'' سے ''بیٹا'' یا ''بیٹی'' کہہ دینے کے عادی ہیں، چاہے دماغ میں مخاطب یا مخاطبہ کے لئے دور دور تک اس مقدس رشتے کا تصور بھی نہ ہو۔)

متعدد شواہد موجود ہیں کہ حیدر مہدی صاحب کا ادارے پر قبضہ کا پلان شروع ہی سے تھا۔ اسی وجہ سے وہ دھیرے دھیرے مخلصین ادارہ کو ادارہ سے دور اور مجھ سے بدگمان کرتے رہتے تھے جس کا احساس مجھے بھی ہوتا تھا اور مولانا ماہر صاحب جیسے مخلصین متوجہ بھی کرتے تھے کہ ''صفی ہوشیار رہو یہ آدمی بھروسے کے قابل نہیں ہے، کسی دن بڑی مصیبت کھڑی کرے گا'' یا مثلاً مولانا آصف صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ''یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے، ہوشیار رہئے گا۔'' مگر حالات کی مجبوری کی بیڑیاں میرے قدموں میں پڑی تھیں جو اس اقدام سے روکتی تھیں جس کی ضرورت تھی۔

ح۔ ح۔ صاحب نے ادارہ سے بزرگوں کو الگ کرنے کا الزام مسلسل مجھ پر لگایا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ رئیس الواعظینؒ سے لے کر مولانا کاظم رضا صاحب مرحوم کی کبیدگی کا سبب حیدر مہدی صاحب تھے۔ مولانا ماہر صاحب، مولانا ظفر عباس صاحب گواہ ہیں کہ مولانا کاظم رضا صاحب کا ایک ہی مطالبہ تھا حیدر مہدی کو نکال دو۔ (جو میرے اختیار میں نہیں تھا کیونکہ ان کا تعین مجلس انتظام نے کیا تھا اور برخواست بھی وہی کرسکتی تھی) شاید اس لئے بھی حیدر مہدی صاحب نے مجلس انتظام پر

قبضہ کی مہم چلائی تھی کہ اگر پوری مجلس انتظام پر قبضہ نہ ہوسکے تو کم از کم یہ خطرہ ٹل جائے۔ ان کے اور ان کی پارٹی کے مجلس انتظام میں ہونے کے باعث ان کے ہٹانے کا فیصلہ مجلس انتظام نہ کرسکے۔

سننے میں تو یہ بھی آیا ہے کہ مجلس انتظام پر قبضہ کا پلان حیدر مہدی صاحب نے ایک باہری شخص کے اشارے پر تیار کیا تھا جو ظاہراً لباس علم میں ہے مگر اندر سے اس دانش گاہی طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جو حوزہ کو ماڈرن (Modern) بنانے کے نام پر اس کی قداست کو ختم کردینا چاہتے ہیں، یہ شخص علماء کے سلسلہ میں انتہائی تنگ نظر ہے اور اس کا کام ہی علماء کے درمیان اختلاف پیدا کرنا ہے۔ اور اب اس کے ذریعہ تنظیم المکاتب ''حقیقی'' کے نام سے نئے ادارہ کی داغ بیل ڈالی جارہی ہے۔

ح۔ ح۔ صاحب کا نیا انکشاف: *''مولانا صفی حیدر صاحب کہہ رہے ہیں جامعۃ الزہرا پر میرا اختیار ہے دوسری طرف مولوی حیدر مہدی صاحب دعویٰ کررہے ہیں کہ جامعۃ الزہرا پر میرا اختیار ہے۔''*

ح۔ ح۔ صاحب پھر وہی جھوٹ، حیدر مہدی صاحب اس کے مدعی نہیں ہیں کہ جامعۃ الزہرا پر ان کا ''اختیار'' ہے وہ مدعی ہیں کہ جامعۃ الزہرا ان کی ''ملکیت'' ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے بانی تنظیمؒ کی حیات میں جامعۃ الزہراء تعمیر کرا کے تنظیم المکاتب سے الحاق کردیا تھا اور اب موجودہ سکریٹری کی خرابیوں کی وجہ سے ختم کردیا جب کہ:

الف۔ بانی تنظیمؒ کا انتقال ۱۹۸۵ء میں ہوا اور جامعۃ الزہراء کی تعمیر ۱۹۹۳ء کے آس پاس شروع ہوئی۔

ب۔ تنظیم میں صرف مکاتب کے الحاق کا نظام ہے، مدارس وحوزات کے الحاق کا نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ادارہ خود جامعہ کھولتا ہے جیسے جامعہ امامیہ اور جامعۃ الزہراء۔ جامعہ کا الحاق نہیں کرتا۔

تنازعہ اس کا ہے کہ حیدر مہدی صاحب جامعۃ الزہرا کے اپنی ''ملکیت'' ہونے کے دعویدار ہیں اور یہ حقیر بحیثیت سکریٹری، ادارہ کی ملکیت اور سارے شعبوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور حیدر مہدی صاحب کے دعوے کی تکذیب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جامعۃ الزہرا ادارۂ تنظیم المکاتب کا ایک شعبہ ہے اور ادارہ کی ملکیت ہے۔ حیدر مہدی صاحب، اس کے مسئول ہونے یا اس کی تعمیر وغیرہ میں وقت دینے سے مالک نہیں ہوگئے۔ حیدر مہدی صاحب کو ۱۹۹۳ء میں قوم جانتی تک نہیں تھی۔ یہ تنظیم

المکاتب کا فیض تھا اور اسی کا اعتبار تھا جس کے باعث جب جامعۃ الزہراء کے قیام کا اعلان کیا گیا تو خریداریٔ زمین سے لے کر تعمیر تک بھر پور تعاون ملا اور پہلے دن سے ہی جب عمارت بھی موجود نہیں تھی اور جناب تقی انور صاحب کے مکان میں تعلیم کا آغاز کیا گیا تھا، کثرت سے طالبات مدرسہ میں تعلیم کے لئے آئیں ورنہ قوم ایک غیر معروف شخص کے حوالے اپنی بچیاں ہرگز نہ کر دیتی۔

ح۔ح۔صاحب آپ کی ''ذات صغیر'' میں تو ''دنیا جہان'' کے ہنر چھپے ہیں، آپ کلامی بھی ہیں فقیہ بھی، خطیب بھی ہیں مصلح بھی، مربی قوم بھی ہیں اور محافظ دین بھی، قاضی بھی ہیں اور مجتہد بھی۔ آپ کے ''اجتہاد'' میں جامعۃ الزہرا کس کی ملکیت ہے؟ کبھی اپنے اجتہاد کا مظاہرہ اس مسئلے پر بھی کر دیجئے۔ آپ مجتہد تو ہیں ہی ذرا قضاوت فرمایئے اور فیصلہ دیجئے کہ جامعۃ الزہراء تنظیم المکاتب کا ہے یا آپ کے محبوب حیدر مہدی صاحب کا؟

ح۔ح۔صاحب آگے اپنی چابکدستی کا ثبوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: *''دونوں میں مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ کس نے ابتدا کی اس کا فیصلہ طرفین کے بیانات سن کر ذمہ داران اور مومنین خود کر سکتے ہیں اس مسئلہ کو میں اس وقت چھیڑنا نہیں چاہتا۔''*

ح۔ح۔صاحب ہر مسئلہ تو آپ نے چھیڑا ہے پھر یہ مسئلہ ''اس وقت'' کیوں نہیں چھیڑنا چاہتے؟ مجھ سے سنئے ظاہر ہے کہ اگر اس مسئلہ کو چھیڑیں گے تو یہ سچ سامنے آجائے گا کہ پہلا مقدمہ ہی نہیں ہر مقدمہ آپ کی من پسند شخصیتوں نے قائم کیا ہے، چاہے وہ کرامت صاحب ہوں یا حیدر مہدی صاحب ہوں یا منظر صاحب۔ اور ان لوگوں پر آنچ آئے یہ آپ کو برداشت نہیں چاہے آپ کا دین چلا جائے، حیدر مہدی صاحب سے آپ کی محبت کے اندازے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس دعوے کے باوجود کہ آپ نے ساری زندگی ادارہ کی خدمت کی، آپ گذشتہ تقریباً چالیس برسوں میں ادارے کے ممبر تک نہیں بنے تھے، لیکن گذشتہ الیکشن کے اعلان کے فوراً بعد جس میں ''مولانا حیدر مہدی صاحب اور ان کے ہمنوا'' کنڈیڈیٹ ہونے والے تھے، آپ نے ممبر بن کر حیدر مہدی صاحب کا نام پیش کر دیا۔

مومنین کرام توجہ دیں اگر الیکشن کے اعلان کے بعد ح۔ح۔صاحب ممبر بن کر الیکشن کے امیدوار کے طور پر حیدر مہدی صاحب کا نام پیش کر سکتے ہیں تو دیگر مومنین کرام کا کیا قصور ہے کہ

انہیں صرف اس سبب کہ الیکشن کا اعلان ہو چکا ہے، ادارہ کی ممبر شپ سے روک دیا جائے جو ایک کار خیر ہے یا صرف اس وجہ سے کہ الیکشن کا اعلان ہو چکا ہے ان سے ووٹ دینے کا حق چھین لیا جائے۔شاید یہی شرعی سوچ رہی ہوگی کہ بانی تنظیمؒ اور دستور العمل کی منظوری دینے والے دیگر بنیادی ارکان نے دستور العمل میں کہیں یہ قید نہیں لگائی کہ الیکشن کے اعلان کے بعد کسی کو ممبر نہیں بنایا جائے گا۔یا اگر ممبر بنتا ہے تو اسے ووٹ ڈالنے کا حق نہیں ہوگا۔)

مومنین کرام! تنظیم المکاتب ایک دینی ادارہ ہے اس کے خدمت گذاروں کے لئے پہلی شرط پابندیٔ دین ہے، اس کے نظام کی قیاس آرائی دنیوی اداروں کے نظام پر نہیں کی جاسکتی، چنانچہ ماضی کا ایک واقعہ مجھے یاد آتا ہے، کسی الیکشن میں مجلس انتظام نے موجودہ صدر مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ کو نگراں الیکشن قرار دیا تھا وہ اس وقت صدر نہیں تھے پھر رکنیت کے امیدوار کی حیثیت سے ان کا نام پیش ہوا، ایک بزرگ رکن مجلس انتظام نے سوال اٹھایا تھا کہ جو نگراں ہے وہ امیدوار کیسے ہوسکتا ہے، اس وقت کے صدر علامہ سید ذیشان حیدر جوادیؒ نے فرمایا تھا کہ یہ ایک مذہبی ادارہ ہے اگر اس سے وابستہ افراد کی عدالت پر اتنا بھی اعتبار نہیں ہے تو ایسے شخص کو نہ نگراں الیکشن ہونا چاہئے اور نہ ہی رکن مجلس انتظام۔اس کے بعد شمیم الملت کی نگرانی میں الیکشن ہوا اور وہ خود بھی ممبر منتخب ہو کر آئے اور سب نے اسے قبول کیا۔

ح۔ح۔صاحب عدالت جور سے رجوع کے سلسلہ میں امام صادقؑ کی حدیث دوہرا کر آپ اپنے دوست حیدر مہدی صاحب سے، اپنے بھائی منظر صاحب سے اور اپنے محبوب کرامت صاحب سے پوچھئے کہ عدالت میں پہلے وہ گئے ہیں یا میں؟ حیدر مہدی صاحب اور منظر صاحب سے پوچھئے کہ انھوں نے امام زمانہؑ کو حاضر وناظر جان کر جو صلح کی تھی اس پر ایک لمحہ بھی کیوں برقرار نہیں رہے؟ جس کی تحریر آپ کے ماموں صاحب کے پاس موجود ہے مانگ کر دیکھ لیجئے۔کیا مولانا شمیم الحسن صاحب قبلہ، مولانا نعیم عباس صاحب اور مولانا آصف صاحب کا کیا ہوا فیصلہ علماء کا فیصلہ نہیں ہے؟

ح۔ح۔صاحب کا یکطرفہ فیصلہ

’’چوتھا اعتراض یہ ہے کہ رقوم شرعیہ تقسیم کرنے کے بجائے جمع رکھتے ہیں......اس کے متعلق

مولوی صفی حیدر کی وضاحت کافی نہیں ہے۔''

ح۔ح۔صاحب آپ جو سوچ لیتے ہیں اسی کو سچ مانتے ہیں جس تحریر پر آپ تبصرہ کر رہے ہیں وہ میری تحریر نہیں مجلس انتظام کی تحریر ہے اور اس پر آپ کے ماموں صاحب (مولانا آصف صاحب) کے بھی دستخط ہیں مگر آپ تو شمیم الملت جیسے نجف اشرف کے فارغ التحصیل بزرگ عالم کو بھی جھٹلانے میں بھی ذرہ برابر نہیں جھجھکتے تو آپ کی نگاہ میں مولانا آصف صاحب کی کیا حیثیت؟ وہ تو صرف ہندوستانی مدرسہ سے ''عالم'' ہیں۔

تنظیم کی سات سالہ رپورٹ کی تحویل میں سے صرف سہم سادات ہی آپ کو کھٹک رہا ہے دوسری رقوم بھی تو تحویل میں موجود ہیں۔فطرہ، زکوۃ،صدقہ شاید ہی کسی مد کی تحویل Nill ہو،صرف سہم سادات کے کھٹکنے کی وجہ شاید یہ ہو کہ سہم سادات تنظیم المکاتب میں کیوں آیا؟ آپ کو کیوں نہیں ملا؟ جسے تعلقات اور رشتہ داریوں میں حق ناحق تقسیم کر کے اپنی چودھراہٹ قائم کرتے۔ذرا یہ تو بتائے کہ کیا مظفر نگر،سہارنپور جیسے خوشحال علاقوں کے علاوہ ہندوستان میں کہیں اور مستحق نہیں بستے؟ آپ کا ''ایماندار'' اور ''جمہوری'' ادارہ ان کے لئے کیا کرتا ہے؟ نیز یہ کہ آپ اپنے علاقائی مستحقین پر کتنی رقم تقسیم کرتے ہیں؟ اور کیا سادات ہی مستحق ہوتے ہیں؟ کیا غیر سادات میں کوئی تنگدست نہیں ہوتا؟ کیا غیر سادات کے لئے شریعت نے کوئی رقم نہیں رکھی ہے؟ اور کیا سادات اور غیر سادات کے درمیان تقسیم رقوم شرعی میں توازن کا لحاظ نہ رکھا جانا چاہئے تا کہ ملت جعفریہ میں نسلی امتیاز کا بہانہ بنا کر تشنج اور آپس میں منافرت نہ پیدا کی جاسکے؟ ح۔ح۔ صاحب آپ کو صرف سادات ہی کی کیوں فکر ہے؟ کیا غیر سادات شیعیان علیؑ نہیں ہیں۔کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بنام شریعت نسلی امتیاز کی علاقائی بیماری کا شکار ہیں اور شاید اسی نسلی برتری کے جذبہ کے تحت آپ نے اپنی انجمن کا نام ''انجمن فلاح سادات و مومنین'' رکھا ہے ورنہ کیا سادات،مومنین نہیں ہوتے کہ ان کا ذکر الگ سے کیا جائے؟ سادات کے الگ سے تذکرے اور سہم سادات پر واویلا مچانے کی وجہ ہمیں تو یہی لگ رہی ہے کہ آپ کی نگاہ میں ''سادات'' نہیں بلکہ ''سہم سادات'' ہے۔

ح۔ح۔صاحب تنظیم المکاتب ملکی پیمانے پر خدمت کرنے والا ایک عظیم ''ادارہ'' ہے کسی بنیے کی محلے کی چھوٹی سی ''دوکان'' نہیں ہے، یہاں من مانی نہیں نظام چلتا ہے، یہاں رقوم شرعی دینے کے لئے تعلقات اور رشتہ داریاں نہیں استحقاق دیکھا جاتا ہے۔آپ نے یہ تو دیکھ لیا کہ ادارہ کے پاس کتنی رقم جمع

ہے یہ نہ دیکھا کہ انھیں سات برسوں میں کروڑوں روپئے سہم سادات کی مد میں تقسیم ہوئے ہیں۔

ح۔ح۔صاحب پورے ملک سے کوئی ایک مستحق بتائیے جو واقعی حقدار رہا ہو اور جس کے مطالبہ کو ادارہ نے پورا نہ کیا ہو؟ چند برس پہلے تک تو خود آپ بھی ہماری طرف سے مستحقین کی شناخت اور امداد پہنچانے کا کام کرتے تھے۔اس وقت تو آپ کو ۳۱/مارچ کو سہم سادات کی تحویل پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ح۔ح۔صاحب قوم کو بتائیے ممبئی کے ایک صاحب خیر جناب سراج باٹا صاحب جن کے ساتھ رقوم شرعی تقسیم کرکے آپ اپنی چودھراہٹ جماتے پھرتے ہیں،اور شکایات تو یہ بھی سننے میں آئی ہیں کہ مستحقین سے رسید کچھ لی جاتی ہے اور رقم کچھ دی جاتی ہے۔

ح۔ح۔صاحب قوم کو بتائیے کہ سراج باٹا صاحب کو غازی پور کس نے بھیجا تھا؟ آپ کے برادر مولانا منظر صاحب نے یا حبیب خاص حیدر مہدی صاحب نے ،کرامت صاحب یا محمد علی عبد علی صاحب نے یا یہ ناچیز آپ لوگوں کے تقویٰ سے دھوکہ کھا کر ذریعہ تعارف بنا تھا؟ قوم کو اس سے بھی باخبر کیجئے کہ جس دن سے سراج باٹا صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی ان کا رشتہ ادارے سے کیوں ختم ہو گیا۔

ح۔ح۔صاحب اگر واقعی سہم سادات اور دیگر رقوم شرعی کی تحویل میں موجودگی کے مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو سمجھئے، اگر چہ آپ کے سوالات سمجھنے کے لئے نہیں لوگوں کو الجھانے کے لئے ہوتے ہیں مگر مجھے فضل خدا سے امید ہے کہ آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں جن سادہ لوح مومنین کو آپ نے بدگمان کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس وضاحت کے بعد ضرور مطمئن ہو جائیں گے۔

صورتحال یہ ہے کہ ادارہ کا مالی سال ۳۱/مارچ کو ختم اور یکم اپریل کو شروع ہوتا ہے، اس دن جس مد میں جو رقم ہوگی بچت کہلائے گی چاہے وہ فطرہ ہو یا صدقہ ،کفارہ ہو یا سہم سادات، چاہے وہ ایک دن پہلے ہی ادارہ کے اکاؤنٹ میں کیوں نہ آئی ہو۔اور درمیان سال رقوم شرعی کو مستحقین تک پہنچانے کی ساری کوشش کے باوجود کچھ نہ کچھ تحویل کا رہ جانا ناگزیر ہوتا ہے۔خاص کر کے تب جب اختتام سال سے قریب ہی کوئی بڑی امانت آجائے۔

مزید برآن ۳۱/مارچ کو اکاؤنٹ کو ''نِل'' Nill نہیں کیا جا سکتا کہ اگلے سال کے پہلے دن کے اخراجات کیسے چلیں گے اس لئے کہ کوئی ضروری تو نہیں کہ اگلے دن کے ساتھ اخراجات کے لئے ہر مد میں بقدر ضرورت رقم آ ہی جائے اور اگر گذشتہ سال کسی مد میں رقم مصرف سے زیادہ آجائے تو

اسے پھینکا یا موازین شرعی کے بغیر خرچ نہیں کیا جاسکتا۔

ح۔ح۔صاحب ادارے کے حساب میں کسی بھی رقم کا بچنا چاہے وہ سہم سادات ہی کیوں نہ ہو ایمانداری اور امانتداری کی دلیل ہے ،خیانت اور بے ایمانی کی نہیں۔اسی طرح رقوم شرعی کے مصرف میں احتیاط کرنا خوف خدا کا نتیجہ ہے امانات شرعیہ میں لا ابالی پن نہیں ، بغیر استحقاق کا یقین کئے کسی کو رقم شرعی دینے والا امیر المومنینؑ کے ارشاد کی روشنی میں کوئی احمق ہی ہوسکتا ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کرے۔

ح۔ح۔صاحب ! حسابات کی شفافیت(Transparency) اور لوگوں کے سامنے حساب پیش کرنے کی اخلاقی جرأت کو ادارہ کے خلاف ہتھیار بنا کر لوگوں کو ورغلانے کا یہ ہنر آپ نے کسی خفیہ اسرائلی ایجنسی سے تو نہیں سیکھا ہے؟ کہیں یہ آپ کی عروس البلاد کی آمد ورفت کا نتیجہ تو نہیں ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کیلئے آپ یہ راگ الاپ رہے ہیں؟

ح۔ح۔صاحب آپ ہم سے بہت سوال پوچھ چکے ،اب ذرا ہمت کرکے ہمارے چند سوالوں کے جواب بھی دے دیجئے:

۱۔ کیا آپ کے ''ادارہ'' کا کوئی مطبوعہ دستور العمل ہے؟ کیا وہ مومنین کی دسترس میں ہے؟

۲۔ کیا آپ کے ''ادارہ'' میں کوئی مینیجنگ باڈی ہے؟

۳۔ کیا آپ کے ''ادارہ'' میں الیکشن ہوتے ہیں؟

۴۔ آپ کے ''ادارہ'' میں آخری الیکشن، سلکشن ،ارکان کی میٹنگ کب ہوئی ؟ کیا اس کی کارروائی دیکھنے کو مل سکتی ہے؟

۵۔ آپ اس ''ادارہ'' میں کس منصب پر ہیں اور کب سے ہیں؟

۶۔ کیا آپ نے آج تک اپنے ''ادارہ'' کا آڈٹ کرایا ہے؟

۷۔ کیا آپ نے آج تک اپنے ''ادارہ'' کی آڈٹ رپورٹ جاری کی ہے؟

۸۔ کیا آپ کے ''ادارہ'' کی کوئی رپورٹ آج تک چھپی ہے؟

۹۔ کیا آپ کے ''ادارہ'' کا FCRA اکاؤنٹ ہے؟

۱۰۔ آپ اپنے ''ادارہ'' کے لئے غیر ملکی مدد کس ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں؟

۱۱۔ کیا آپ بیرونی ممالک مثلاً انگلینڈ سے بھی تعاون لیتے ہیں؟

۱۲۔ آپ کے پاس کس مرجع کا اجازہ ہے؟ کتنے کا ہے؟ اس میں کوئی شرط تو نہیں؟

۱۳۔ آپ کا ''ادارہ'' کس کس مد میں رقم شرعی لیتا ہے اور کہاں کہاں خرچ کرتا ہے؟

۱۴۔ آپ کے ''ادارہ'' کا اکاؤنٹ کس نام سے ہے اور رقوم کی درآمد و برآمد کتنے دستخطوں سے ہوتی ہے؟

''پانچواں اعتراض بزرگوں سے بدسلوکی''

اس عنوان کے تحت آپ نے اپنی درج ذیل عبارت میں دو مفروضے قائم کئے ہیں:

''آپ اس کے منکر ہیں اگر یہ درست نہیں ہے تو غلام عسکری صاحب مرحوم (ح۔ح۔ **صاحب آپ کو محسن قوم وملت کا نام بھی احترام سے لینا نہیں آتا)** *کے زمانے کے ہمدردان تنظیم آپ (صفی حیدر) کے سکریٹری بننے کے بعد کیوں الگ ہوتے چلے گئے؟ آپ کے آتے ہی کیا یہ اچانک دشمن تنظیم ہو گئے؟ اور صرف آپ ہی ہمدرد تنظیم رہ گئے؟ ہم تو سیدھے سادے ہیں آپ ہی کچھ بتائیں؟''*

ح۔ح۔صاحب کے دو مفروضے:

(۱) حقیر کے سکریٹری ہونے پر ہمدردان تنظیم ادارے سے الگ ہو گئے۔

(۲) یہ سب حقیر کی وجہ سے الگ ہوئے۔

ح۔ح۔ صاحب تحریر فرماتے ہیں: *''لیکن مولوی صفی حیدر کے آنے کے بعد کرار حسین صاحب* **(پھر وہی لہجہ جس میں ان بزگوں کے لئے بھی ذرہ برابر احترام نہیں ہے جن کی بزرگی کا رونا ح۔ح۔ صاحب ہر پرچے میں روتے رہے ہیں)** *تنظیم سے الگ ہوئے، عابد حسین صاحب کراروی تنظیم سے دور ہوئے، مولانا کاظم رضا صاحب کو دور کیا گیا، مولانا محمد علی آصف صاحب کو نائب صدر سے ہٹایا گیا۔''*

مولانا منظر صادق صاحب (لیجئے منظر صاحب تو ''مولانا'' ہو گئے اور رئیس الواعظینؒ مولانا تو دور مولوی بھی نہیں۔ یعنی جو آپ کے گھر کا، آپ کی پارٹی کا وہ ''مولانا'' ''مولوی'' ورنہ کچھ بھی

نہیں۔)

آپ نے اور آپ کے گروہ نے الگ الگ تحریوں میں الفاظ بدل بدل کر کبھی ''بزرگان تنظیم'' تو کبھی ''بانیِ تنظیمؒ کے شانہ بہ شانہ چلنے والے'' حتیٰ کہ کبھی ''بانیان تنظیم'' کہہ کر بعض حضرات کی ادارے سے دوری یا علیحدگی کے مسئلہ کو اتنی بار چھیڑ کر مومنین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجبوراً مجھے بھی کچھ حقائق منظر عام پر لانا پڑ رہے ہیں، اب ذرا ان بزرگوں کی داستان سنئے:

(۱) **رئیس الواعظین مولانا کرار حسین صاحب مرحوم** ہرگز تنظیم سے الگ نہیں ہوئے۔ جب علامہ جوادیؒ نے مجھے سکریٹری مقرر کیا تو انھیں نائب صدر بنایا اور وہ اپنی وفات تک نائب صدر رہے۔ اگر وہ کبیدہ خاطر ہوئے تو اس کی وجہ آپ کی پسندیدہ شخصیت مولانا حیدر مہدی صاحب تھے جن کو وہ ایک لمحہ برداشت کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ان کے اخراج کا وہ بار بار مطالبہ کرتے تھے۔

(۲) **مولانا عابد حسین صاحب**، اول تو جب وہ جامعہ سے رخصت ہوئے تو مدرس تھے، مجلس انتظام میں نہیں تھے۔ (آپ کا ایک ہنر یہ بھی ہے کہ ایک رکن مجلس انتظام کو کبھی ایک مدرس اور کبھی تو سابق طالب علم کا بھی ہم پلہ قرار دے دیتے ہیں۔)

دوسرے یہ کہ مولانا عابد حسین صاحب، حیدر مہدی صاحب اور مولانا مرتضیٰ جعفری صاحب کے باعث جامعہ چھوڑ کر گئے، میری وجہ سے نہیں۔ مولانا عابد حسین صاحب مرحوم، حیدر مہدی صاحب سے پہلے ہی سے تنگ تھے، اسی درمیان مولانا ماہر صاحب نے اپنے کسی عزیز طالب علم کی کسی شکایت پر مولانا عابد حسین صاحب کا شکوہ کیا تھا جو اس وقت ناظر دار الاقامہ تھے۔ اس سلسلہ میں مولانا جعفری صاحب نے مولانا عابد حسین صاحب مرحوم سے تلخ لہجہ میں گفتگو کی تھی، اسی کے بعد وہ جامعہ چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے انہیں روکنے کی کوشش کرتے ہوئے ان کو لکھا تھا کہ جو شکایت ہو بتائیں تاکہ اسے دور کیا جائے۔ جواب میں مرحوم نے لکھا تھا کہ انھیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔

ویسے یہ بھی حقیقت ہے کہ مولانا عابد حسین صاحب مرحوم جامعہ امامیہ میں استاد اور ناظر تھے، پرنسپل نہیں تھے۔ اور عرصہ سے ایک مدرسہ خود کھولنا چاہتے تھے۔ جس کا مکمل اختیار ان کے

ہاتھ میں ہو، جب اس کے وسائل فراہم ہو گئے تو جامعہ امامیہ چھوڑ کر وٹوا احمد آباد چلے گئے اور آج ان کا ''پورا کنبہ'' اسی مدرسہ میں ''مشغول خدمت'' ہے۔

(۳) **مولانا کاظم رضا صاحب مرحوم**: ان کا مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے صدر بننے کے بعد ہی حیدر مہدی صاحب کے حالات دیکھ کر مطالبہ کر دیا تھا کہ انہیں فوراً برخواست کیا جائے۔ میں نے مولانا ماہر صاحب، مولانا ظفر عباس صاحب کے ساتھ جا کر ان سے گفتگو کی تھی کہ حالات بھی نہیں ہیں اور میرے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ مگر وہ اپنے مطالبہ پر مصر رہے اور اخبار بازی شروع کر دی، انہوں نے اخباروں میں مختلف تحریریں شائع کرائیں اور آخر کار اخبار ہی کے ذریعہ استعفیٰ دے دیا، جسے مجلس انتظام کی دو تہائی اکثریت نے قبول کر لیا۔ اس طرح ان کی کبیدگی کا اصلی سبب حیدر مہدی صاحب تھے۔

(۴) **غلام علی گلزار صاحب**: یہ حضرت ضرور ہٹائے گئے ہیں اور مجلس انتظام کی دو تہائی سے زیادہ اکثریت نے انہیں ہٹایا ہے، جس میں آپ کے ماموں مولانا آصف صاحب، آپ کے آئیڈیل پیام اعظمی صاحب بھی شامل ہیں اور آپ کے سمدھی **مولانا تصدیق صاحب** بھی۔

ان کے ہٹائے جانے کی وجہ یہ تھی کہ غلام علی گلزار صاحب نے ''تحریک امامیہ'' کے نام سے ایک فرضی ادارہ بنا کر تنظیم المکاتب کو ختم کر کے معاون کمیٹی تنظیم المکاتب کشمیر کی کروڑوں کی جائیداد پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور ایک ویب سائٹ کھول کر تحریک امامیہ کے نام سے ایک ادارہ کو پیش کر کے معاون کمیٹی تنظیم المکاتب کو اس کا ایک شعبہ قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ پر کشمیر کی ''معاون کمیٹی تنظیم المکاتب'' کے تمام ارکان نے ان سے اختلاف کیا اور انھیں تقریباً اتفاق رائے سے دوبارہ نگراں سکریٹری کا امیدوار قرار نہیں دیا۔ (اپنی اس حرکت کی وجہ سے خود اپنے ساتھیوں کے درمیان ان کے ناپسندیدہ شخصیت ہونے کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ نگراں سکریٹری معاون کمیٹی تنظیم المکاتب کشمیر کے سلسلہ میں معاون کمیٹی کے جلسہ میں موجود ۱۶، ارکان میں فقط ایک رکن نے ان کا نام تجویز کیا تھا وہ بھی ان کے بیٹے کے دوست تھے۔)

مجلس انتظام تنظیم المکاتب کے جلسہ میں بھی گلزار صاحب کی فرضی انجمن کا مسئلہ پیش ہوا، میٹنگ میں ان سے گفتگو کے بعد تجویز پاس ہوئی کہ ''ادارۂ تنظیم المکاتب کے خدمات کو کسی

اورادارہ کے نام سے پیش نہ کیا جائے'' مگر وہ نہ مانے۔ پھر صدرادارہ سے کشمیر کے متعدد ارکان نے رابطہ کیا،صدرادارہ نے سب کولکھنؤ طلب کیا،مگر گلزار صاحب مصر رہے کہ معاون کمیٹی ان کے فرضی ادارہ 'تحریک امامیہ' کا حصہ ہے(جو کہ سراسر غلط تھا اس لئے کہ تحریک امامیہ کے نام سے کوئی ادارہ نہ کل تھا نہ آج ہے۔گلزار صاحب کے ماضی سے حال تک دیکھا جائے تو متعدد کاغذی ادارے انہوں نے قائم کئے ہیں جو یا تو عالم وجود میں ہی نہیں آئے یا چند دنوں چل کر ختم ہو گئے۔)اس کے بعد پوری صورت حال سے ارکان مجلس انتظام کوتحریری ثبوتوں کے ساتھ باخبر کیا گیا اور مجلس انتظام نے دو تہائی سے زیادہ اکثریت سے ان کے ہٹانے کا فیصلہ لیا(یہ اس دور کی بات ہے جب بقول آپ کے دھاندلی والی مجلس انتظام نہیں آئی تھی،آپ اپنے ماموں سے ان تحریری ثبوتوں کو لے کر دیکھ سکتے ہیں۔)

(۵) **پیام اعظمی صاحب**:ان کو ہرگز ہٹایا نہیں گیا ہے بلکہ انھوں نے تحریری طور پر مجلس انتظام تنظیم المکاتب کی رکنیت کو''عبث'' قرار دیتے ہوئے رکن مجلس انتظام ہونے سے انکار کیا ہے،ان کی یہ تحریر ادارہ میں موجود ہے۔ادارہ کی میگزین کے ایڈیٹر اورادارہ کے ممبر ہوتے ہوئے انہوں نے''امامیہ دارالاشاعت'' انباری کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کر کے دین و دانش کے نام سے اپنا میگزین نکالنا شروع کر دیا تھا جس کی تیاری وہ ادارہ میں رہتے ہوئے کرتے رہے تھے،(اپنے تمام مضامین کی فوٹو کاپیاں ادارہ کی فائلوں سے ادارہ کی اخراجات پر کروا لی تھیں جنہیں بعد میں اپنے''دارالاشاعت'' سے کتابی شکل دے کر شائع کیا تھا اور زیادہ تر ان کتب کی اشاعت کے لئے انہیں معاونین سے مدد حاصل کی تھی جو ادارۂ تنظیم المکاتب کی کتب کی اشاعت میں تعاون کرتے رہے تھے۔

اس سب کے باوجود ایک زمانے سے یہ صورتحال ہے کہ انہیں ادارہ کے ہر پروگرام میں دعوت دی گئی مگر انھوں نے ہمیشہ کوئی نہ کوئی عذر کر کے شرکت سے انکار کیا یا جواب ہی نہیں دیا۔شاید ان کی ضعیفی کے ساتھ انگلینڈ اور امریکہ کا سفر بھی اس کا سبب ہوا ہو،حالانکہ اگر ضعیفی یا مصروفیت سبب ہوتی تو انہوں نے حال ہی میں طولانی سفر کر کے گلزار صاحب کے ساتھ کرگل اور سال گذشتہ کرامت صاحب کی دعوت پر پونچھ جموں کا سفر نہ کیا ہوتا(البتہ ادارہ

کے پروگراموں میں ان کی عدم شرکت کے سلسلہ میں یہ عذر ضرور معقول قرار پانا چاہئے کہ ادارہ اپنے مدعووین کو نہ ہوائی جہاز کا ٹکٹ دے پاتا ہے اور نہ ہی ہدیہ کا اتنا ضخیم لفافہ جو''بزرگ شخصیتوں'' کے شایان شان ہو، خادمان ادارہ حتی الامکان سلیپر کلاس میں سفر کرتے ہیں اور صرف مشکل حالات میں 3rd AC تک ترقی کرتے ہیں۔)

(۶۔۷) **منظر صاحب اور میثم زیدی صاحب** ضرور ہٹائے گئے ہیں مگر وہ مجلس انتظام کے ممبر نہیں تھے بلکہ جامعہ امامیہ میں استاد یعنی ادارہ کے ملازم تھے،ان کا ذکر ارکان مجلس انتظام کے ساتھ کر کے ح۔ح۔صاحب قوم کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ان دونوں حضرات کو ادارہ کے خلاف خلفشار پیدا کرنے کے جرم میں مجلس انتظام کے فیصلہ کی روشنی میں ہٹایا گیا۔
(اس تحریر پر مولانا آصف صاحب کے بھی دستخط ہیں۔)

(۸) **مولانا تصدیق صاحب** نے بھی ظاہری طور پر سفر زیارت کی مشغولیت کے باعث معذرت کر کے ادارہ کی خدمت چھوڑ دی جب کہ ان کو آخر وقت تک سمجھایا گیا مگر وہ نہیں مانے۔شاید اس کی ایک وجہ یہ رہی ہو کہ انہیں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ تنظیم المکاتب کا پرانا رشتہ برقرار رکھیں یا ح۔ح۔صاحب آپ سے ہونے والے نئے''رشتے'' کا لحاظ کریں۔

مومنین کرام کو معلوم ہو کہ ریاض حیدر صاحب اپنے سارے فتنوں کے ساتھ عرصہ تک تصدیق صاحب کے گھر میں ہی پناہ گزیں رہے جب کہ گذشتہ برسوں میں ہوئی پمفلٹ اور مراسلہ بازی میں ان کا سب سے بڑا ہاتھ تھا۔لوگوں کو گمراہ کرنے کی مہم ریاض صاحب تصدیق صاحب کے گھر سے ہی چلا رہے تھے اور پیام صاحب وغیرہ کے ساتھ''نورتن'' کی بیٹھک انہیں کے دولت کدہ پر ہوتی تھی۔انہیں کے گھر سے ملتوی شدہ الیکشن کے غلط پر کئے ہوئے بیلٹ پیپر ریاض صاحب اور حیدر مہدی صاحب مومنین کو بلا بلا کر دکھاتے تھے۔تاکہ دوسرے الیکشن کو بھی مشکوک بنا سکیں۔**جو بیلٹ پیپر نہ جانے غازی پور ضلع مظفر نگر سے مولانا آصف صاحب نگراں الیکشن کے پاس سے نکل کر ریاض صاحب تک کیسے پہنچے تھے؟** واضح رہے کہ ح۔ح۔رضوی کی حقیقی بہن اور مولانا آصف کی حقیقی بھانجی ریاض صاحب سے منسوب ہیں اور ریاض صاحب کی پہنچ ان کے گھر کے گوشے گوشے تک ہے۔

(۹) **محمد علی عبد علی صاحب** کا حال سنئے ،ان کا ذکر رئیس الواعظینؒ جیسی شخصیت کے ساتھ کر کے ح۔ح۔صاحب جہاں ایک طرف رئیس الواعظینؒ کا رتبہ کم کر رہے ہیں وہیں محمد علی عبد علی جیسے ''کماؤ کھاؤ'' (سپوت) کو اس بلند مقام تک پہنچانے کی سعی لا حاصل کر رہے ہیں جس کے لائق وہ قطعاً نہیں ہیں، یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک وزیر اعظم کا ہم پلہ ایک اردلی کو قرار دیا جائے۔محمد علی عبد علی (سلمہ) شروع شروع میں بانیٔ تنظیمؒ کی خدمت کر کے پونہ اور ممبئی میں پہچانے گئے لیکن بانیٔ تنظیمؒ نے انہیں ادارہ کی کوئی ذمہ داری نہیں دی۔

بانیٔ تنظیمؒ کی وفات کے بعد ان کے ظاہری بھولے پن کو دیکھ کر رئیس الواعظینؒ نے انہیں لوکل سکریٹری بنا دیا۔جب انہیں یہ حیثیت مل گئی تو انہوں نے پلاننگ کے تحت ادارہ کے ذریعہ دھیرے دھیرے ممبئی، پونہ ، سانگلی اور اچّھل کرنجی وغیرہ کے معاونین سے رابطہ بڑھایا اور اپنا الگ یتیم خانہ/مدرسہ/مکتب/اسکول حتی کہ حوزہ تک کھول لیا اور ادارہ کے معاونین سے اپنے ''اداروں'' کے لئے وصولی کرنے لگے۔نیز جو رقم ادارہ کے لئے ملتی اسے عرصہ تک اپنے استعمال میں لاتے۔ان سب وجوہ سے برسوں پہلے ان سے ادارہ کی خدمت لینا بند کر دیا گیا تھا۔ویسے بھی انھوں نے ادارہ کے لئے جو کچھ کیا اتنی خدمت کرنے والے سیکڑوں افراد ہندوستان میں موجود ہیں، وہ اکلوتے نہیں ہیں بلکہ ان سے زیادہ خدمت کرنے والے موجود ہیں جو گمنام رہتے ہوئے ادارہ کی مخلصانہ خدمت کر رہے ہیں۔

(۱۰) **مولوی کرامت** کو بھی آپ زبردستی ادارہ کے خدمت گذاروں اور شخصیتوں میں شمار فرما رہے ہیں جب کہ انہوں نے ادارہ کی کوئی خدمت نہیں کی،ادارہ سے صرف استفادہ کیا ہے۔

رئیس الواعظینؒ کا نام جس فہرست میں ہو اس میں کرامت صاحب کا نام لانا تو ایسا ہے جیسے کسی چپراسی کو پرائم منسٹر کے برابر لا کر کھڑا کر دیا جائے۔(ح۔ح۔صاحب آپ کا یہ مزاج وفات پیغمبرؐ کے بعد کے سازشی دور کے کارخانہ میں ڈھلا ہوا تو نہیں ہے؟)

کرامت صاحب نے صرف دوران طالب علمی میں قم میں رہ کر ادارہ کے بعض وہ کام کئے ہیں جو بالعموم طلاب کرتے رہتے ہیں،اس سلسلہ میں بھی وہ ایسے اکیلے طالب علم نہیں ہیں۔ البتہ اس دوران انہوں نے طلاب کے درمیان خوب پھوٹ ڈلوائی، مجھے ہرگز یہ بات معلوم

نہیں تھی مگر الٰہی انتظام کہ اس کا تذکرہ موجودہ ہنگاموں سے چند ماہ قبل اس فتین شخص نے خود مجھ سے کیا تھا کہ ایک دن طلاب کے ایک گروہ کی موافقت میں ایک نام سے، پھر دوسرے دن اسی گروہ کی مخالفت میں دوسرے نام سے پمفلٹ لکھ کر دیواروں پر چپکا تا تھا۔

اسی دن میری آنکھیں کھل گئی تھیں اور میں نے شکر خدا کیا تھا کہ میں ایسے شخص کو دفتر نہیں لایا۔ اس لئے کہ مجھے دفتر کے لئے اپنے معاون (پی۔اے۔.P.A) کی تلاش تھی اور کسی حد تک مولوی کرامت مجھے اس کام کے لئے موزوں لگ رہے تھے۔اس سے قبل علامہؒ اس شخص کے ظاہری بھولے پن اور خدمت گذاری سے متاثر ہو کر ہی ممبئی میں اپنے دفتر کے لئے لائے تھے۔اس میں ان کا یا کسی کا کوئی قصور نہیں، ظاہر بظاہر اتنا بھولا اور معصوم دکھائی دینے والا شخص کتنا خطرناک ہے اس کا اندازہ کوئی اس وقت تک کیسے لگا سکتا تھا، جب تک اس کے کرتوت سامنے نہ آجائیں۔ یہ راز تو تب کھلا جب اس نے اپنے سارے ہنر دکھلا دیئے اور روزانہ ممبئی میں نت نئے پمفلٹ تقسیم کر کے ادارہ کو بھرپور نقصان پہنچانے میں اپنی ساری صلاحیت صرف کردی، اور دوسری طرف دیکھتے ہی دیکھتے مفلس سے لکھ پتی اور پھر کروڑ پتی ہو گیا۔جس کے اکثر سفر چاہے لکھنؤ جانا ہو یا دہلی، جموں ہو یا سری نگر ہوائی جہاز سے ہوتے ہوں، جس کی اتنی بڑی پراپرٹی ہو جس کا کرایہ لاکھوں روپئے ماہانہ آتا ہو اسے کم ازکم کروڑ پتی تو ہونا ہی چاہئے۔

قارئین کرام! بزرگوں سے بدسلوکی کے عنوان سے ح۔ ح۔ صاحب کے افادات میں نہ جانے کیسے ایک بہت اہم پوائنٹ ان سے رہ گیا ہے، وہ اور ان کے تمام ساتھی جس کا راگ بار بار الاپتے رہتے ہیں اور وہ ہے ان حضرات کے بقول بانی تنظیمؒ کی اہلیہ کے ساتھ میری بدسلوکی کا مسئلہ۔ خود مومانی صاحبہ نے بھی ہمیشہ مجھے بدنام کرنے کے لئے چوطرفہ میری شکایتیں کیں اور ایسے تذکرے عام کئے جیسے کہ میں ان کا کوئی خیال نہیں رکھتا ہوں۔اس سلسلہ میں اگرچہ مجھے شروع سے بہت بدنام کیا گیا مگر میں نے صرف عزت خانوادہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہمیشہ سکوت اختیار کیا حتیٰ کہ جب مومانی صاحبہ کا انٹرویو لکھنؤ کے ایک مقامی اخبار میں شائع ہوا تھا تب بھی۔

لیکن چونکہ اس مسئلہ کو انٹرنیشنل بنا دیا گیا ہے اس لئے اس کی وضاحت بھی ضروری ہے تا کہ سچائی سب کے سامنے آجائے اور اگر اس تذکرہ میں کہیں کسی کی سبکی ہوتی ہے تو ذمہ دار وہ مخلصین اہلیۂ

بانی تنظیمؒ ہوں گے جنہوں نے سنگاپور سے لے کر خلیج اور امریکہ تک مجھ سے کافی پہلے سے سفر کرنے اور صاحب استطاعت ہونے کے باوجود ان کا کبھی کوئی خیال نہیں کیا لیکن مجھے بدنام کرنے کے لئے مسئلہ کو ہمیشہ اچھالا اور گھریلو مسائل کو ادارہ کے مسائل سے جوڑ کر مجھے ہمیشہ رسوا کرنے کی کوشش کی۔

یہ بات تو آپ تمام حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ بانی تنظیمؒ صاحب اولاد نہیں تھے اور اس حقیر کو پرائمری اسکول کے بعد ہی اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے اور اردو کے ساتھ ساتھ آمد نامہ، گلزار دبستان، میزان منشعب وغیرہ خود پڑھا کر مدرسۂ ناظمیہ کے درجۂ پنجم میں داخلہ کرا دیا مگر بورڈنگ میں رکھنے کے بجائے اپنے ساتھ رکھا۔ میں مدرسہ سے آکر جوہری محلّہ کے قدیم دفتر میں ان کے ساتھ وقت گذارتا اور ان کے بتائے ہوئے چھوٹے چھوٹے کام کرتا تھا مثلاً ڈاک ٹکٹ لگانا، پتے لکھنا وغیرہ، دھیرے دھیرے بانی تنظیمؒ مجھ سے مختلف شعبوں کا کام لینے لگے اور ایک وقت وہ آیا کہ ہر شعبہ کا تقریباً ہر کام مجھ سے کروا کے پورے ادارے سے واقف بنا دیا۔ ان کو مجھ پر کتنا اعتماد تھا اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ مجھے یاد ہے کہ کسی سفر پر جاتے ہوئے دستخط شدہ چک بک میرے حوالے کر کے گئے تھے، جب کہ ''شانہ بہ شانہ چلنے والے بزرگان'' دفتر میں موجود تھے (اس سلسلہ میں رجسٹر احکام پر ان کی تحریر اب بھی موجود ہے)

سلسلہ اسی طرح سے چلتا رہا یہاں تک کہ میں جامعۂ ناظمیہ سے فارغ ہو گیا تو بانی تنظیمؒ نے میرا تقرر بطور انسپکٹر ادارہ میں کر دیا اور دورے کے لئے سب سے سخت علاقہ دیا۔ چنانچہ ایران جانے سے قبل ہی میں گونڈہ، بستی، بہرائچ وغیرہ کے علاوہ (جو آج بھی سخت علاقے مانے جاتے ہیں) قیام مکاتب کے لئے ۲۴ر پرگنہ بنگال اور تربیت مدرسین کے لئے گرسائی ضلع پونچھ جموں کا دورہ کر چکا تھا۔

بانی تنظیمؒ نے پھر مجھے مزید تعلیم کے لئے حوزۂ علمیہ قم بھیج دیا۔ جہاں سے مسلسل ادارے کے حالات اور ضروریات کے سلسلہ میں ان سے خط و کتابت چلتی رہتی تھی (اس وقت کے حالات پر مشتمل بانی تنظیمؒ کے اکثر خطوط میرے پاس اب بھی محفوظ ہیں) مجھے یاد ہے کہ ایک موقع پر بانی تنظیمؒ نے تحریر فرمایا تھا کہ ''میں بالکل تنہا ہوں، مگر تم اپنی تعلیم جاری رکھو'' (خیال رہے کہ اس وقت ح۔ ح۔ صاحب کے بقول بانی تنظیمؒ کے ''شانہ بہ شانہ چلنے والے بزرگان تنظیم'' زندہ و سلامت ہندوستان میں موجود تھے، صرف علامہ جوادیؒ ملک سے باہر تھے۔)

میں زیر تعلیم ہی تھا کہ بانی تنظیمؒ کی ناگہانی وفات ہوگئی اوران کی سکریٹری شپ کی مابقی مدت کے لئے رئیس الواعظینؒ سکریٹری معین ہوئے اورانہوں نے مابقی افراد کی موجودگی میں جومجھ سے سن وسال میں زیادہ تھے حقیر پراعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جوائنٹ سکریٹری معین کیا۔تقریباً دوسال کے بعد ۱۹۸۷ء میں علامہ جوادیؒ نے بھی حقیر پر اپنے اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سکریٹری معین فرمادیا جس کے بعد میں مستقل ہندوستان چلا آیا۔

یہاں یہ بات عرض کردوں کہ دوران قیام قم ہی میری شادی میرے چھوٹے ماموں کی بیٹی (بانی تنظیمؒ کی ''سگی بھتیجی'') سے خود بانی تنظیمؒ نے کردی اوراللہ نے مجھے تھوڑے عرصہ میں بچی عنایت کی جس کی ولادت کے سلسلہ میں بانی تنظیمؒ اپنی اہلیہ سمیت قم تشریف لائے۔ ہندوستان واپس جاکر تھوڑی مدت گذرنے کے بعدانہوں نے مجھے لکھا کہ ہم لوگ فرج، واٹرکولر، ڈائنگ ٹیبل اور برتن وغیرہ خرید کر لائے ہیں تاکہ جب تم لوگ واپس آؤ تو تمہیں کسی طرح کی زحمت نہ ہو۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں انتظار تھا کہ میں ایران سے واپس آکر مع فیملی ان کے ساتھ رہوں گا۔لیکن اس سے پہلے کہ میں ہندوستان آتا میری بدنصیبی میرے مربی اور باپ جیسی بلکہ باپ سے زیادہ محبت کرنے والے میرے ماموں کا انتقال ہوگیااور مجھے یک بیک ہندوستان واپس آنا پڑا یہیں سے میری مشکلات شروع ہوگئیں ۔ایک طرف بعض بزرگوں نے میرا ساتھ دینے کے بجائے اندراندر میری مخالفت شروع کردی خاص کرکے وہ بزرگ جو رئیس الواعظینؒ کے بعد سکریٹری بننا چاہتے تھے مگراس حقیر کے سکریٹری ہوجانے کے بعد جوائنٹ سکریٹری ہونے کے لئے ان میں آپس میں اندراندر چپقلش چلنے لگی جس کی وجہ سے میرے لئے کام کرنا اوردشوار ہوگیااور مجھے ان بعض نالائقوں کا سہارالینا پڑا جو قطعاً اس لائق نہیں تھے۔

ایک طرف یہ مسائل تھے اوردوسری طرف میرے اقتصادی حالات، میرے لئے اپنا گھر چلانا بھی دشوار تھا۔میرے پاس اتنی بھی گنجائش نہیں تھی کہ لکھنؤ میں کرایہ کا مکان لے کر رہ سکوں، جب کہ ادارے کی خدمت کے لئے یہ ضروری تھا۔میرے چھوٹے چھوٹے بچے کبھی میرے بڑے بھائی کے پاس فیض آباد، جونپور، بنارس میں رہتے تھے تو کبھی بجنور میں میرے نانیہال کے بوسیدہ اورتاریک مکان میں تنہا رہتے تھے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب وزیر گنج میں آخرعمر میں بانی تنظیمؒ کے خریدے ہوئے مکان کی

چھوٹے ماموں کی نگرانی میں مرمت اور تعمیر کرادی گئی تھی۔اور موممانی صاحبہ اس میں اپنے مائیکے والوں کے ساتھ قیام پذیر تھیں جو سب کے سب صاحبان حیثیت تھے اور جن سب کے پاس ذاتی مکانات موجود تھے۔

میرے ماموں مرحومؒ نے میرے سکون سے رہنے کے لئے گھریلو سامان تک کی خریداری کی تھی جس کی میری موممانی شاہد تھیں مگر انہوں نے کبھی تکلفاً بھی نہیں پوچھا کہ در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہو آکر میرے ساتھ رہو جب کہ اس مکان میں تین کنبوں کے رہنے کی جگہ تھی۔

دوسری طرف میرے ہندوستان آنے کے بعد علامہ جوادیؒ کو یہ احساس تھا کہ میری زندگی کیسے بسر ہوگی، وہ یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ میں بانیٔ تنظیمؒ کی تربیت کے باعث اپنے اوپر رقم شرعی خرچ کرنے پر تیار نہیں ہوں (کیونکہ انہوں نے دفتر کے پاس ایک چھوٹی سی زمین دیکھنے کے لئے مجھے خط لکھا تھا جس کے جواب میں میں نے گذارش کی تھی کہ رقم شرعی سے مکان نہیں بناؤں گا اللہ جس دن روزی دے گا ایک چھوٹا سا گھروندہ بنالوں گا، اسی طرح بعد میں میرے کرایہ کے تنگ مکان کو دیکھ اے۔ کے تیجانی صاحب نے اس وقت مکان بنانے کے لئے ۸۰ ہزار روپۓ سہم سادات دینے کا آفر کیا تھا، اس کے لینے سے بھی میں نے یہی کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ رقم شرعی سے مکان نہیں بناؤں گا)

حالات کو دیکھ کر علامہ جوادیؒ نے جناب اختر رضوی صاحب رضوی بلڈرس کے عشرۂ محرم کا وعدہ مجھے دلوا دیا جو ایک سال قبل بانیٔ تنظیمؒ کے ذریعہ شروع ہوا تھا۔ مجھے اپنی زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی رقم (دس ہزار روپۓ) بطور ہدیہ ملی، جہاں تک مجھے یاد آتا ہے میں نے اس میں سے ایک ہزار روپۓ اپنی والدہ کو اور ایک ہزار اپنی موممانی کی خدمت میں پیش کئے (مدت گذر چکی ہے ہوسکتا ہے یہ رقم ہزار کے بجائے پانچ سو یا کچھ اور رہی ہو) بہر حال جو بھی رقم تھی موممانی نے اسے قبول نہیں کیا، صرف اسی وقت نہیں اس کے بعد جب بھی میں نے کچھ دینے کی کوشش کی نہ جانے کس ''جذبہ'' کے تحت کبھی مجھ سے کچھ قبول نہیں کیا سوائے ایک بار کے جب ان کے کینسر ہونا ڈکلیر ہوا تو میں نے انہیں زبردستی ہاسپٹل میں ایڈمیٹ کر کے ان کا آپریشن کرا دیا تھا۔جس پر اس وقت تقریباً چالیس ہزار روپۓ خرچ ہوئے تھے۔

موممانی صاحبہ کے اخراجات کے لئے تیجانی صاحب، ابو حیدری صاحب پونہ، محمد لاکھانی صاحب

ممبئی وغیرہ جیسے بانیؒ تنظیمؒ سے محبت کرنے والے انہیں رقوم بھیجتے تھے جو براہ راست یا مولانا کاظم رضا صاحب یا مولانا انیس الحسن صاحب کے ذریعہ آتی تھیں جس کا سلسلہ کم وبیش آج بھی جاری ہے۔اس کے بعد بھی انہوں نے نجفی ہاؤس سے مدد لینا کیوں ضروری سمجھا اور کیوں گوارا کیا اللہ بہتر جانے۔

۱۹۸۹ء میں علامہ جوادیؒ نے مجھے رمضان میں امریکہ بھیج دیا اور پھر کرم پروردگار سے میں مسلسل محرم اور رمضان میں جانے لگا۔کریم مالک نے مجھے بہت جلد وسعت رزق سے نواز دیا، پھر میرے بھائی نے میرے مکان کی زمین خرید دی جس پر میں نے ۱۹۹۳ء۔۱۹۹۲ء میں رہائش کے قابل مکان بنالیا جو آہستہ آہستہ برسوں میں مکمل ہوا۔مکان بنانے کے بعد میں نے بارہا ممانی سے ساتھ رہنے کی گذارش کی خاص کر والدۂ مرحومہ کے انتقال کے بعد،مگر انہوں نے میری گذارش کو کبھی قبول نہیں کیا حتیٰ کہ ادھر اواخر میں تو انہوں نے میری بچی کی شادی تک میں شرکت نہیں کی۔

ممانی صاحبہ کے مکان میں ان کے ساتھ رہنے والے ان کے مائیکے والوں میں ان کی ایک بیوہ بھانجی بھی ہیں جو سرکاری ملازمہ ہیں ان کے بھی کوئی اولاد نہیں ہے،صرف وہی ان کی کفالت کے لئے کافی ہیں،اس کے علاوہ ان کے مکان کا آدھا حصہ اکثر کرایہ پر رہا وہ بھی ان کے اخراجات کے لئے کافی ہونا چاہئے مگر نہ جانے کیوں انہوں نے نجفی ہاؤس سے مدد لینا گوارا کیا، میں نے مولانا ماہر صاحب سے (جو ان کے داماد ہیں، ان کی سگی بھانجی مولانا سے منسوب ہیں) کہا تھا کہ اگر ممانی صاحبہ کو رقم شرعی سے ہی اپنے اخراجات لینا ہے تو تنظیم المکاتب سے لے لیا کریں،نجفی ہاؤس سے لے کر ہم سب کو کیوں ذلیل کرتی ہیں،مگر اس کا بھی کوئی مثبت جواب نہیں آیا۔ح۔ح۔صاحب آپ سے میرا یہ سوال ہے کہ میں تو نالائق ٹھہرا مگر بانیؒ تنظیمؒ کے ''سگے بھتیجوں'' نے اپنی چچی کا خیال کیوں نہیں رکھا؟اور بانیؒ تنظیمؒ کے ''شانہ بہ شانہ'' چلنے والے بزرگوں نے اور خود آپ کے بزرگ خانوادہ اور آپ برادران نے اہلیۂ بانیؒ تنظیمؒ کا کتنا لحاظ رکھا ہے؟ اہلیۂ بانیؒ تنظیمؒ کے داماد مولانا ماہر حسین صاحب مقیم امریکہ سے لے کر اس ''جوان نسل'' کے ہوتے ہوئے جن میں ہر ایک بانیؒ تنظیمؒ کی اہلیۂ کی کفالت کر سکتا ہے یہ نوبت کیوں آئی کہ انہیں نجفی ہاؤس سے امداد لینا پڑے۔

مومنین کرام!اس مسئلہ کی بھی واقعی صورت حال مجبوراً آپ کے سامنے رکھنا پڑی ہے،اگر نام نہاد مخلصین ادارہ اور خیر خواہان اہلیۂ بانیؒ تنظیمؒ اور خود اہلیۂ بانیؒ تنظیم نے مجھے ذلیل ورسوا کرنے کے

لئے ان فرضی گھریلو مسائل کو ادارہ جاتی مسائل بنا کر اخباروں اور پمفلٹس میں پیش نہ کیا ہوتا تو ہم بھی مجبور نہ ہوتے اور گھر کی بات گھر میں رہ جاتی۔

ح۔ح۔صاحب کا نیا الزام

"تنظیم کی طرف سے خطوط بھی تحریر کئے جا رہے ہیں تا کہ ان افراد کی کردار کشی کی جائے جنہوں نے مولوی صفی حیدر صاحب کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی۔"

ح۔ح۔صاحب **پھر وہی افترا اور بہتان**، وہ خطوط کس کو لکھے جا رہے ہیں، "تنظیم" کی طرف سے کون لکھ رہا ہے؟ ذرا کسی ایک خط کا نمونہ تو پیش کیجئے جو تنظیم کی طرف سے لکھا گیا ہو اور اس میں بقول آپ کے کسی کی کردار کشی کی گئی ہو؟ ح ح صاحب میں مصلح قوم وملت مولانا غلام عسکری اعلیٰ اللہ مقامہ کی آغوش کا پروردہ ہوں جن سے میں نے منبر سے سنا تھا کہ صحیح مقصد کے لئے بھی غلط ذریعہ اختیار نہ کرو اور اس کا پابند بھی ہوں۔(سنا تو آپ نے بھی ہوگا؟) آپ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہوں جو قدم قدم پر جھوٹ اور الزام تراشی کا سہارا لیتے ہیں، جن کے مرد تو مرد خواتین بھی (سابق پرنسپل جامعۃ الزہراء، جامعۃ الزہراء کی بعض بچیوں سمیت) "دوسرے صوبوں" کے غیر مردوں کو فون پر رو رو کر بتاتی ہیں کہ صفی حیدر نے جامعۃ الزہراء پر حملہ کیا تھا اس لئے نماز جمعہ کے بعد ان کے خلاف احتجاجی جلوس نکلا اور پتلے پھونکے گئے، ماشاء اللہ جب عورتیں اتنی جری ہیں، تو اگر مرد فون کر کے کبھی تنظیم سے وابستہ نوجوانوں کو دھمکی دیں کہ گرفتار کرا دیں گے اور کبھی آفر (Offer) دیں کہ اپنے صوبے میں ہمارے ادارے "ہدیٰ مشن" کی ذمہ داری لے لیجئے، ہم سالانہ لاکھوں روپیوں سے مدد کریں گے اور کبھی صوبائی سطح پر معاون کمیٹی تنظیم المکاتب "حقیقی" میں نگراں سکریٹری بنانے کا "لولی پاپ" دکھائیں تو حیرت کی کیا بات ہے۔ اگر حیدر مہدی صاحب یہ جھوٹی خبر دیں کہ رہبر معظم نے تنظیم کا اجازہ ختم کر دیا تو کرامت صاحب جو بھی کہیں اور جو بھی کریں کم ہے۔(مثلاً کرامت صاحب کی یہ خبر جو کشمیر میں نشر ہوئی کہ مولانا غلام عسکری صاحب، صفی صاحب سے ناراض تھے چنانچہ ان کی شادی میں شرکت نہیں کی بلکہ جس جہاز سے صفی صاحب ایران سے آئے تھے، اسی سے مولانا غلام عسکری صاحب ایران چلے گئے تھے اور دس ہزار روپئے اپنی اہلیہ کو دے گئے تھے کہ جا کر شادی میں دے دینا۔

عجب دزدیست که در دست چراغ دارد

ح۔ح۔صاحب آگے چل کرتحریرفرماتے ہیں:

''موجودہ حالات کودیکھتے ہوئے آج اس دین داری کے پانچ بنیادی اصول ہیں''۔

(۱) ''مومنین کرام کو جھوٹے مقدموں میں پھنسانا''

ح۔ح۔صاحب جھوٹی ہی صحیح کوئی ایک نظیر پیش کیجئے اوران مومنین کرام میں سے کسی ایک مومن کانام بتایئے جس پرمیری جانب سے یاادارہ کے کسی ذمہ دارکی جانب سے جھوٹاہی مقدمہ کیا گیاہو؟ سارے مقدمے جوسب کے سب جھوٹے ہیں آپ کے دوست حیدرمہدی صاحب،آپ کے بھائی منظر صاحب اورآپ کے ہم مشرب کرامت صاحب اوران کے زرخریدغلاموں کی طرف سے دائرہوئے ہیں۔

ح۔ح۔صاحب میری طرف سے صرف ایک پولیس رپورٹ ہے جس پرآپ اتنارورہے ہیں،آپ نے پلٹ کرکبھی اپنے دوستوں سے پوچھاکہ وہ کیاکررہے ہیں؟ آپ نے اپنے پرچے میں مسلسل جھوٹی خبریں چھاپ کرمیری کردارکشی کرتے وقت کیاکبھی یہ سوچاتھاکہ کہیں کبھی اس پرکوئی قانونی اقدام نہ ہوجائے کہ آپ وکیل کی نوٹس پربلبلارہے ہیں۔ح۔ح۔صاحب ہمارے پاس غنڈے توہیں نہیں کہ ان سے مددلیں اورنہ ہی ہمارامزاج قانون شکنی کرنے کاہے،آپ کی قانون شکنی جب حدسے بڑھ گئی توہم نے مجبوراً قانون کاسہارالیا۔

ح۔ح۔صاحب آپ اس بات پربہت واویلامچارہے ہیں کہ ہم نے پولیس رپورٹ کردی، جسے آپ حاکم جورکی عدالت میں جاناقراردےرہے ہیں،پھرآپ کواگراس پراعتراض ہےتو آپ نے اپنے پرچے کے صفحہ نمبر۔اپریہ عبارت کیوں لکھی ہے:''ادارہ سے متعلق تمام قانونی معاملات کیرانہ عدالت میں طےہوں گے۔'' ح۔ح صاحب کیایہ دہرامعیارنہیں ہے کہ آپ عدالت کی بات کریں تو''عین عدالت''اورہم غنڈہ گردی سے تنگ آکرحفظ جان ومال وآبروکےلئے پولیس سے رجوع کریں توآپ ہمیں حدیثیں سنائیں۔

(۲) ''مخلصین تنظیم کو تنظیم سے الگ کرنا''

ح۔ح۔صاحب اگرتنظیم کے جامعہ کواپنی ذاتی جائیدادبتانا،اگردینی کاموں اورتنظیم کےلئے آئی ہوئی رقوم کواپنی طرف منتقل کرنا،اگرمعاونین تنظیم کواپنے نام نہادفرضی اداروں کے خدمات دکھا

کر تنظیم سے منحرف کرنا، اگر تنظیم کے منصوبے پر ناجائز قبضہ جمانا اگر ''ناموز''، ''مقتدر'' اور ''گھا گھ'' سوئے ہوئے دیرینہ دشمنان تنظیم کو جگا کر ان کی مدد لے کر تنظیم کو مٹانے کی کوشش کرنا ''خلوص'' ہے تو ایسے مخلصین ' کا ادارہ سے باہر ہونا ہی ٹھیک ہے۔

(۳) ''سہم سادات کا کما حقہ نہ تقسیم کرنا''

ح۔ح۔صاحب کیا صرف اپنے علاقہ اور اپنے احباب و متعلقین و متملقین کو ہی (آپ کو اس لفظ کے معنی سمجھ میں نہ آئے ہوں گے، اپنے بھائی سے پوچھ لیجئے) سہم سادات دینا ''کما حقہ'' تقسیم کرنا ہے۔وہ ادارہ جو ہر علاقے کے ناداروں تک موازین شریعہ کو پیش نظر رکھ کر اور استحقاق کی جانچ کر کے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپئے سالانہ سہم سادات اور دیگر رقوم شرعی پہنچا رہا ہے، اس پر آپ کو بہت اعتراض ہے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کی ساری خفگی اس لئے ہے کہ آپ کے بہنوئی مسٹر ریاض حیدر کا سہم سادات سے لاکھوں روپئے سال کا مطالبہ پورا نہ ہونا آپ کو بھی آپ کے بہنوئی کی طرح کھل گیا کہ سہم سادات کے جمع ہونے کا درد سب سے پہلے ریاض صاحب کے پیٹ میں ہی اٹھا تھا۔مسٹر ریاض حیدر سے دریافت کیجئے برسوں تک ان کے کنبہ کے تمام اخراجات کہاں سے پورے ہوئے؟ ان کے بچوں اور ان کے بھائی کی مہنگی تعلیم اور ان کی بہن کے قم جانے کے اخراجات کہاں سے آئے؟ تو شاید آپ کو سہم سادات ''کما حقہ'' تقسیم ہونے کا کچھ بھروسہ ہو جائے۔

(۴) ''الیکشن میں دھاندھلی کرنا''

ح۔ح۔صاحب تنظیم المکاتب میں کم از کم الیکشن تو ہوتا ہے، بقول آپ کے دھاندھلی والا ہی صحیح، ذرا بتایئے آپ کے ادارۂ نشر پیغام کربلا اور آپ کے اپنے بھائیوں کے ادارے ''ہدیٰ مشن'' میں اب تک کتنے الیکشن ہوئے ہیں؟ جس میں باپ سرپرست تو بیٹے مدیر وغیرہ ہیں کیا یہی جمہوریت ہے؟ آپ کے ''ادارہ'' کی کمیٹی میں کون کون ہے، کیسے آیا ہے؟ یہ بھی بتایئے کہ آپ کس کی نگرانی میں رقوم شرعی جمع کر رہے ہیں؟ کتنی اور کہاں سے؟

ح۔ح۔صاحب اگر الیکشن میں دھاندھلی ہوئی تھی تو آپ کے ماموں صاحب نے نتیجہ کیوں دیا؟ جو جیت کر آئے انہوں نے استعفیٰ کیوں نہیں دیا؟ الاپتے رہئے اپنا راگ۔اپنے حبیب حیدر مہدی صاحب کے نقش قدم پر چلتے رہئے جو اس ہٹلری مقولہ کے دل و جان سے قائل ہیں کہ ''اتنا

جھوٹ بولو کہ سچ لگنے لگے۔"

(۵) "رقوم شرعی جھوٹے مقدمات پر خرچ کرنا"

ح۔ ح۔ صاحب مقدمات یقیناً جھوٹے ہیں لیکن بار بار لکھ چکا ہوں ہم نے نہیں آپ کے اعزاء واحباب نے قائم کیئے ہیں۔ پھر نام لکھے دیتا ہوں کیوں کہ ۔

"دروغ گو را حافظه نه باشد"

آپ بھول چکے ہوں گے، مقدمات حیدر مہدی صاحب ،منظر صاحب ،کرامت صاحب وغیرہ نے قائم کیئے ہیں۔

ادارہ کے دفاع پر، ادارہ کی حفاظت کے لئے ،ادارہ کی پراپرٹی کی حفاظت کے لئے رقم شرعی بھی خرچ ہوسکتی ہے مگر آپ کو کہاں سے علم ہوا کہ مقدموں کے دفاع پر رقم شرعی خرچ ہو رہی ہے؟ آپ پر وحی آتی ہے کہ الہام ہوتا ہے کہ شیطان آپ کے کانوں میں پھونکتا ہے؟

ح۔ ح۔ صاحب! دنیا میں ایسے صاحبان خیر کی کمی نہیں جو صرف رقم شرعی نہیں اپنی جیب سے بھی کار خیر پر خرچ کرنا جانتے ہیں۔ ادارہ میں اعانت کی رقم بھی آتی ہے اور بعض مخلصین نے ادارہ کی حفاظت کے لئے قانونی کارروائی کرنے کے لئے علیٰحدہ سے بھی اعانت کی ہے۔

ح۔ ح۔ صاحب! ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ کے احباب اور اعزاء جو مقدمے قائم کر رہے ہیں اور لاکھوں روپۓ رشوت میں بانٹ رہے ہیں وہ کہاں سے آرہے ہیں؟ کیا آپ مدد کر رہے ہیں؟ کیا حیدر مہدی صاحب کے پاس جائیداد ہے؟ کیا منظر صادق صاحب کے والد اپنی جائیداد سے مقدمہ بازی کیلئے رقم دے رہے ہیں؟ کیا کرامت صاحب کے والد لاکھوں کروڑوں چھوڑ گئے ہیں!! یا کرامت صاحب خود لاکھوں کما رہے ہیں؟ یا ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ ناداروں کے لئے غیر ممالک سے آئی ہوئی رقوم ایک مذہبی ادارہ پر مقدمے قائم کرنے میں خرچ ہو رہی ہیں؟

ح۔ ح۔ صاحب کا نیا اعلان: *"یہی وجہ ہے کہ راقم السطور اور دیگر بہت سے مومنین نے تنظیم کو رقوم شرعی دینا بند کر دی۔"*

ح۔ ح۔ صاحب! وجہ یہ نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ نے گھریلو ادارہ کھول رکھا ہے جہاں نہ کوئی کمیٹی ہے نہ کوئی حساب لینے والا، نہ کوئی باز پرس کرنے والا۔ آپ دنیا بھر سے ہر طرح کی رقم شرعی جمع

کررہے ہیں۔اب آپ دوسرے اداروں کو کچھ کیوں دینے لگے۔ویسے کیا یہ بتائیے گا کہ آج تک آپ نے ادارۂ تنظیم المکاتب کو کتنی رقم شرعی دی ہے؟ کب دی ہے؟ جب بانیٔ تنظیمؒ سکریٹری تھے یا یہ حقیر؟اور کب سے بند کی ہے؟اور آپ ادارہ کے ممبر کب بنے تھے؟ میری معلومات کے مطابق آپ ممبر تو تب بنے جب آپ کو حیدر مہدی صاحب کا نام الیکشن کے لئے پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

ح۔ح۔صاحب کا فتویٰ: *"شرعی نکتۂ نظر سے رقوم شرعی کا دینا جائز نہیں ہے جہاں اس کا استعمال درست نہ ہو۔"*

ح۔ح۔صاحب ماشاءاللہ واقعی آپ تو فقیہ ہیں بلکہ ولی فقیہ!اس سے پہلے زیارت رسول اللہؐ، زیارت معصومہؑ اور زیارت ائمہؑ پڑھنے والے پیش نماز حضرات کے پیچھے نماز کو ممنوع قرار دے چکے ہیں۔ اب یہ ایک اور فتویٰ ہے۔مگر یہ بھی تو یاد رکھئے کہ بلا ثبوت الزام لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ثبوت دیجئے کہ ادارۂ تنظیم المکاتب میں رقوم شرعی کا استعمال درست نہیں ہورہاہے، ورنہ اپنے تدین کا ڈھنڈورا پیٹنا بند کیجئے۔

- کیا ایک ہزار سے زائد مکاتب میں چالیس ہزار سے زائد بچوں اور بچیوں کی تعلیم پر سالانہ تقریباً ۹۰ لاکھ روپئے خرچ کرنا رقم شرعی کا غلط استعمال ہے؟
- کیا سیکڑوں بلکہ ہزاروں مریضوں کے علاج پر سالانہ لاکھوں روپئے خرچ کرنا رقم شرعی کا غلط مصرف ہے؟
- کیا ناداروں، یتیموں اور بیواؤں پر لاکھوں روپئے سالانہ خرچ کرنا رقم شرعی کا غلط مصرف ہے؟
- کیا طلاب وطالبات علوم دینیہ کی تربیت پر لاکھوں روپئے سالانہ خرچ کرنا رقوم شرعی کا غلط مصرف ہے؟
- کیا لاکھوں روپیوں کی مذہبی کتب چھاپنا رقم شرعی کا غلط مصرف ہے؟
- شاید آپ کی نگاہ میں قوم میں فتنہ برپا کرنے والی تحریروں کو شائع کرنے پر رقم شرعی کا خرچ کرنا صحیح مصرف ہے،
- دینی اداروں پر مقدمے قائم کرنے اور رشوت دینے پر رقم شرعی خرچ کرنا صحیح مصرف ہے
- جن ووٹوں کے بارے میں شبہ ہو ان کو کینسل کر کے باقی ووٹوں کی بنیاد پر الیکشن کا نتیجہ دینے کے بجائے ضد کر کے دوبارہ الیکشن کرانا رقم شرعی کا صحیح مصرف ہے۔

بلی تھیلے سے باہر

مسٹرح۔ح۔ چہرے سے نقاب ہٹاتے ہوئے نادانستگی میں تنظیم مخالفت کا اصل مقصد بیان فرماتے ہیں:

’’مومنین کرام سے التماس ہے کہ رقوم شرعی ادارۂ نشر پیغام کربلا اور اس کی ذیلی تنظیم انجمن فلاح سادات و مومنین کو ارسال کریں تا کہ خدمت مومنین بہتر طریقے سے ہو سکے۔‘‘

مومنین کرام! بلی تھیلے سے باہر آ گئی، اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ح۔ح۔صاحب کی تنظیم مخالفت کا راز کہاں چھپا ہے۔ بات اور واضح ہو جائے اس لئے ایک واقعہ نقل کئے دیتا ہوں۔ عرصہ ہوا ممبئ سے میرے پاس ادارہ کے ایک سابق طالب علم کا فون آیا کہ ایک دوسرے ’’فاضل جامعہ‘‘ نے جنھوں نے ممبئ میں ایک ’’قرآنی ادارہ‘‘ ایک دوکان میں کھول رکھا ہے، اس طالب علم سے فرمایا کہ بہترین موقع ہے تنظیم کی خوب مخالفت کی جائے تا کہ اُن کو جو سہم امامؑ جا رہا ہے وہ رک جائے اور ہمارے جیسے چھوٹے ادارے والوں کو ملنے لگے۔

اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہت سی جگہوں سے تنظیم مخالفت کی ایک مشترک وجہ یہ بھی ہے کہ اس معتبر ادارہ کو جتنا ہو سکے غیر معتبر بناؤ تا کہ مال ہماری طرف آئے، اسی لئے ممبئ میں فرضی اداروں کے محصلین اکثر معاونین سے کہا کرتے ہیں کہ تنظیم کے پاس تو کروڑوں ہیں، ان کے پاس پیسے کی کیا کمی؟ ان کو کیا ضرورت ہے؟ جب کہ یہ کروڑوں کا فیگر آمدنی کا فیگر نہیں ہوتا بلکہ آئندہ سال کے خرچ کا تخمینہ ہوتا ہے۔ مکاری کی انتہا یہ ہے کہ لفظ ’’بجٹ‘‘ کو ’’بچت‘‘ پڑھ کر معاونین کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

’’مشکوک رسید‘‘

’’........پھر ایک اور رسید کا ذکر ضروری ہو جاتا ہے یہ رسید ہم تک ان مراسلوں تحریروں کے ذریعہ پہنچی ہے جو مولانا صفی حیدر صاحب کے متعلق تحریر کئے گئے تھے۔‘‘

جناب ح۔ح۔ ’’صادق اعظم‘‘ صاحب! اس صفائی کی ضرورت کیا ہے کہ یہ رسید آپ تک اِن تحریروں کے ذریعہ پہنچی یا اُن مراسلوں کے ذریعہ پہنچی۔ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ رسید آپ تک

ادارۂ تنظیم المکاتب کے سابق اکاؤنٹینٹ اور آپ کے بہنوئی مسٹر ریاض حیدر کے ذریعہ پہنچی، جن کو آپ کے بھائی منظر صادق صاحب، اور دوست حیدر مہدی صاحب کی سفارش اور تصدیق پر ادارہ میں جگہ ملی تھی اور جن کے آنے پر آپ نے میرے گھر پر آکر خود کو ان سے بری الذمہ قرار دیا تھا۔ مسٹر ریاض اکاؤنٹنٹ تھے تو رسیدیں ان کے ہاتھ سے گزرنا ہی تھیں۔

جن تحریروں اور پمفلٹس کا آپ ذکر کر رہے ہیں ان میں اس رسید کے علاوہ جس کی فوٹو کاپی آپ نے چھاپی ہے (جو پمفلٹ سے لی ہوئی نہیں لگتی بلکہ اوریجنل کی کاپی لگتی ہے) ایک اور رسید بھی چھپی تھی ،آپ نے نہ اس کی فوٹو کاپی چھاپی نہ ہی اس کا ذکر کیا، وہ بھی تو غیر ملکی کرنسی کی رسید تھی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کے دستخط دیکھ کر آپ اس کا ذکر گول کر گئے؟ کیونکہ اس سے آپ کے جرگے اور آپ کے ''بزرگوارِ خانوادہ'' کے سکریٹری شپ اور صدارت کے ''پسندیدہ کنڈیڈیٹ'' پر آپ کے خیال میں آنچ آتی۔

اب سنئے اس رسید کے بارے میں جس پر دستخط نہ ہونا بتلا رہا ہے کہ معطی کو نہیں دی جاسکی اور کینسل ہونے یا جاری ہونے سے قبل کسی خائن نے اسے ہتھیا لیا۔

کان کھول کر سنئے !ادارۂ تنظیم المکاتب کے بہی خواہ صرف ہندستان میں ہی نہیں ہیں دیگر ممالک میں بھی ہیں۔ چنانچہ بعض دوسرے ممالک میں بہی خواہوں نے وہاں کے قانون کے مطابق ادارے کی مدد کے لئے رجسٹریشن بھی کرایا ہے اور امداد بھی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے وہاں کے معطیان کو رسید چاہئے۔ بیرونی ممالک سے یہ امداد ادارہ کے فارن اکاؤنٹ میں آتی ہے جس کا حساب ہوم منسٹری کو FCRA قوانین کے تحت دیا جاتا ہے اور جس کی مرکزی خفیہ اداروں (IB.CBI) کے ذریعہ آپ کے دوست حیدر مہدی صاحب ایک متعصب فرقہ پرست تنظیم کے ممبر کے نام سے سپریم کورٹ میں یہ درخواست دے کر جانچ کرا چکے ہیں کہ صفی حیدر نے غیر ممالک میں فرضی کھاتے کھول کر اربوں روپئے کا لا دھن جمع کر رکھا ہے۔

ح۔ح۔صاحب! آپ کے دوست حیدر مہدی صاحب اور آپ کے بہنوئی ریاض صاحب اور آپ کے بھائی منظر صاحب اور ہمارے برادران نسبتی (''الحاج'' ظفر عسکری صاحب، ''الحاج'' باقر عسکری صاحب، اور ''نوجوان عالم دین'' مولانا نقی عسکری صاحب) جس مسئلہ کو بم سمجھے تھے وہ پھسپھسا پٹاخہ بھی نہ نکلا اور جانچ کے بعد ادارے کا اعتماد اور بڑھ گیا، اور آپ کے گینگ کے لاکھوں

برباد ہوگئے، یقین نہ آئے تو اپنی ''دوہری لذت حیات'' کیلئے حیدر مہدی صاحب کے ممنون احسان مسٹر باقر نقی سے دریافت کرلیجئے۔

رہ گئی رسید پر درج ایصال ثواب کے لئے ۱۰۰ قرآن کی بات، تو آپ تو ادارہ کے قدیم ''بہی خواہ'' ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ علامہ جوادیؒ نے ادارہ کی آمدنی میں اضافہ کے لئے ایک طریقہ یہ ایجاد کیا تھا کہ کتاب کے لئے اعانت لے کر اسے طبع کر کے فروخت کیا جائے۔ تاکہ ادارہ کے اقتصادیات میں اضافہ ہوسکے۔ اسی لئے ادارہ کے اکثر مطبوعات پر آپ ترحیم کا ذکر دیکھیں گے۔ مگر سب کو نظر انداز کر کے صرف ۱۰۰ قرآن آپ کو یاد رہ گئے۔ اس لئے کہ آپ سوء ظن کے شدید مریض ہیں۔ دنیا کو بے ایمان اور صرف خود کو اور اپنے کنبہ کو ''حسب ضرورت'' ایمان دار سمجھتے ہیں۔ (حسب ضرورت کی قید اس لئے لگانا پڑی کہ جب میراث کی تقسیم کی بات آتی ہے تو آپ کی نگاہ میں آپ کے ایماندار ماموں بھی بے ایمان ہو جاتے ہیں اور مسئلہ کے حل کے لئے بانی تنظیمؒ کو ثالثی کرنا پڑتی ہے۔)

ح۔ ح۔ صاحب کی تحقیق انیق: *''اپنے والد مرحوم سے سیکھا ہوا سبق علامہ مرحوم کی اولاد میں بدرجۂ اتم موجود تھا انہوں نے بھی تنظیم المکاتب کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔''*

- بیشک علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ ان کے چالیسویں ہی کے موقع پر علامہؒ کے وصیت نامہ کے اس جملے سے کہ ''تنظیم المکاتب اور انوار العلوم کا خیال رکھا جائے'' تنظیم کا نام نکال کر صرف ''انوار العلوم'' کا نام لکھ کر بینر لگایا جائے۔
- علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ ان کی موت کے فوراً بعد نشر آثار علامہ جوادیؒ کے نام سے اشاعتی ادارہ کھول لیا جائے اور ادارۂ تنظیم المکاتب کے معاونین سے اس میں تعاون کی اپیل کی جائے جب کہ علامہؒ اپنی زندگی میں اپنی ساری اہم تحریریں ادارہ کو برائے اشاعت دیتے رہے تھے۔
- علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ مدرسۂ انوار العلوم میں رشتہ داروں، خاندان والوں اور احباب کو بھر لیا جائے۔
- علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ علامہؒ کی چھوڑی ہوئی اکیلی مملکت شیعہ کے سربراہ کی

امانات کی خطیر رقم کو واپس کرنے میں برسوں ٹال مٹول کی جائے۔(نہ سمجھ سکے ہوں تو اپنے محبوب کرامت صاحب سے دریافت کر لیجئے۔)

- علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ علامہؒ نے جو کتب ادارے سے خریدی تھیں، اس کے قبل کہ ان کی قیمت ان کی امانت سے لی جاتی ان کا انتقال ہو جائے تو مختلف بہانے کر کے اس لاکھوں کے بقایا کی متعدد بار متعدد افراد کے ذریعہ یاددہانی کے باوجود ہر بار نیا بہانہ بنا کر ادائیگی نہ کی جائے۔
- علامہؒ سے سیکھا ہوا سبق یہی تو ہے کہ بقول آپ کے معتمد کرامت صاحب کے جو فلیٹ ممبئی میں علامہؒ نے ان کے لئے خریدا تھا اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

بیشک علامہؒ کی اولاد نے تنظیم کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی!

- یہ خدمت ہی تو ہے کہ نصیب سے مجلس انتظام کا ممبر ہو جانے کے بعد اور جامعۃ الزہرا کے غاصب مسئول کو ہٹانے کے فیصلہ کے بعد انہیں کی مدد کی جائے۔
- یہ خدمت ہی تو ہے کہ جھوٹے الزام لگا کر اور بہانے بنا کر ادارۂ تنظیم المکاتب سے علامہؒ کی کتب کے شائع کرنے پر پابندی لگائی جائے اور اس ادارہ کو قانونی کارروائی کی دھمکی دی جائے جس ادارہ کے لئے علامہ خصوصیت سے وصیت فرما گئے ہیں۔
- یہ خدمت ہی تو ہے کہ پہلے جھوٹے الزامات پر مشتمل خط صدر ادارہ کو لکھا جائے پھر تمام اخلاقی حدود کو توڑ کر اس کی کاپی عام کی جائے تاکہ معاونین کو بھیج کر انہیں تنظیم سے بدل کیا جا سکے۔

ح۔ح۔صاحب اپنے بھائی صاحب سے ہی دریافت کر لیجئے علامہؒ کے فرزند اکبر قم میں کس کے دست راست تھے؟ نمائندۂ طلاب ہند کے انتخاب کے سلسلہ میں مولانا معروفی صاحب کے مقابلہ میں کون آیا تھا؟ تحریک دینداری کے مخالفین یا اس کے موافق لوگ؟ کس نے معروفی صاحب کے مدمقابل کی مدد کی تھی؟

ح۔ح۔صاحب، علامہؒ کی بھاری بھرکم شخصیت نے جن کینہ پروروں کے دلوں میں ادارہ سے نفرت کی چنگاریاں دبادی تھیں جو ابتدائی مدرسہ کے دور سے دلوں میں موجود تھیں وہ ساری چنگاریاں علامہؒ کی وفات کے بعد شعلہ بن کر تنظیم کے شجر سایہ دار کو جلانے نکلی ہیں۔ ورنہ اس

حقیر کو کمسنی میں ہی علامہؒ جیسے جہاندیدہ عالم نے دیگر Seniors کی موجودگی میں سکریٹری بنا دیا تھا، اس حقیر نے علامہؒ کے ساتھ ۱۳ سال کام کیا اس پر جتنا فخر کروں کم ہے،ان کے بعد تقریباً ۷ سال گزرنے کے بعد ہی یک بہ یک مجھ میں اتنی ساری خرابیاں کیسے پیدا ہو گئیں ۔اگر پہلے سے تھیں تو اب تک نام نہاد محافظین تنظیم کیوں خاموش تھے؟

ح۔ح۔ صاحب کا جھوٹ: *''لیکن جب سے مولانا صفی حیدر صاحب تنظیم المکاتب کے سکریٹری ہوئے اس وقت سے کیا حالات ہوئے اس کی مختصر ترین جھلک یہ ہے کہ علامہ مرحوم نے صدارت سے استعفیٰ دے دیا.......حتیٰ کہ ۱۵/اپریل ۲۰۰۹ء آ پہنچا اور علامہؒ کے فرزندان نے درج ذیل خط تحریر کیا.....''*

ح۔ح۔صاحب تاریخ کو بدلنے میں لگتا ہے آپ موجودہ دور کے بنو امیہ و بنو عباس، اسرائیل سے بھی آگے نکل رہے ہیں۔تنظیم کی ۲۰ سال کی تاریخ کو ایک ماہ کی تاریخ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ جب مجھے علامہؒ نے سکریٹری بنایا تو علامہؒ کی اولاد کا ہندستان میں اتہ پتہ بھی نہیں تھا اور ان کی کوئی حیثیت بھی نہیں تھی۔انہوں نے ادارہ کی کبھی کوئی خدمت نہیں کی،علامہؒ کے فرزند اکبر ہندوستان آئے تو پرنسپل بن کر انوار العلوم میں اپنی روزی روٹی سے لگ گئے جہاں آج بھی ان سے زیادہ ذی استعداد افراد صرف بطور مدرس کام کر رہے ہیں۔

علامہؒ کے انتقال کے بعد ان کے دوسرے بیٹے نے ابوظبی سے مایوسی کے بعد ممبئی کو مستقر بنالیا اور تنظیم المکاتب کی یہ خدمت کی کہ علامہؒ کی زندگی میں ان کے ذریعہ بعض مخیّرین کی جانب سے ادارہ کا یا اس سے متعلق مساجد و مدارس وغیرہ کا جو تعاون ہوتا تھا وہ بند ہو گیا اور ممبئی میں نئے ادارے کھل گئے (ح۔ح۔صاحب آپ نے ان خانوادگی اداروں کا حساب بھی یقیناً طلب کر کے ملاحظہ کیا ہوگا۔)اور جب حقیر نے علامہؒ کی کتب کو ہندی انگریزی میں ادارہ سے شائع کرنے کی بات کی تو احسان صاحب نے فرمایا کہ کچھ ہمارے لئے بھی تو چھوڑ دیجیئے۔

ح۔ح۔صاحب!علامہؒ نے کس سنہ میں استعفیٰ دیا تھا لکھئے؟ کیوں دیا تھا بتایئے؟ ان کے استعفے کا سبب میرا سکریٹری ہونا تو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ مجھے سکریٹری تو انہوں نے ہی بنایا تھا۔

ح ح صاحب!ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں کہ مرحومین تک بات پہنچے۔اب چھیڑا ہے تو سنئے،

منگلور کانفرنس میں چند اندرونی شر پسند عناصر نے علامہؒ اور رئیس الواعظینؒ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی تھی، کانفرنس کے جلسہ میں جس کا برملا اظہار کیا گیا تھا جس سے کبیدہ خاطر ہوکر علامہؒ نے استعفیٰ دینے کی بات کہی تھی اور استعفیٰ لکھ دیا تھا (استعفیٰ دیا نہیں تھا)

ان کے استعفے کی وجہ اگر غور سے تلاش کیجئے گا تو آپ کو وہ چہرے دکھائی دیں گے جنہوں نے پہلے رئیس الواعظینؒ کے خلاف علامہؒ کو خطوط لکھے تا کہ سکریٹری شپ انہیں مل جائے پھر سکریٹری کا منصب نہ ملنے کے باعث خود علامہؒ کے خلاف ہی مہم چلا دی۔

ح۔ح۔صاحب علامہؒ کے استعفے کی وجہ یہ ناچیز نہیں بلکہ آپ کے پسندیدہ بانیٔ تنظیمؒ کے ''شانہ بہ شانہ'' چلنے والے بقول آپ کے وہ بزرگان ہیں جنہوں نے سکریٹری کی ذمہ داری کو ایک دنیاوی منصب سمجھ کر ہتھیانا چاہا تھا اور علامہؒ کے تدبر سے ناکام رہے۔

ح۔ح۔صاحب کی تاریخ دانی اور فنکاری کا ایک اور شاہکار: *''حتیٰ کہ ۱۵؍اپریل ۲۰۰۹ء آپہنچا۔''*

مسٹر ح۔ح۔! ۱۹۸۷ء سے ۲۰۰۹ء تک کم و بیش ۲۲ سال کا سفر ہے۔ ۱۹۸۷ء میں میرے سکریٹری ہونے کے بعد یک بیک ۱۵؍اپریل ۲۰۰۹ء نہیں آپہنچا ہے۔ تاریخ مسخ نہ کیجئے۔ اس طویل سفر میں ادارہ نے بھی بحرانی حالات دیکھے اور اس حقیر نے بھی اور اللہ کی مدد اور امام زمانہؑ کی سرپرستی نے ادارہ کی ہمیشہ حفاظت کی۔

فرزندان علامہؒ کے خط کا مسئلہ

رہا فرزندان علامہ کے خط کا مسئلہ تو وہ بھی سنئے۔ مگر خط کا اقتباس چھاپنے سے پہلے ایک بار تو آپ کو فرزندان علامہؒ سے دریافت کرنا چاہئے تھا کہ آخر صدر ادارہ کو لکھا ہوا خط پرچہ بنکر بٹا کیسے؟ کیا یہی اخلاق کا تقاضہ ہے کہ ذمہ داران ادارہ کو لکھے ہوئے خطوط کو پمفلٹ بنا دیا جائے؟

فرزندان علامہؒ کے خط کا اقتباس

''سکریٹری ادارہ تنظیم المکاتب لکھنؤ کے متواتر طور پر علامہ جوادیؒ کی کتب و مضامین کا غیر مجاز طور پر نشر و اشاعت و فروخت کرتے رہنا اور..........'' (مجھے ڈر ہے کہ ح۔ح۔صاحب کہیں آپ کو

کسی پڑھے لکھے سے ''غیر مجاز'' کے معنی نہ پوچھنا پڑیں۔)

ح۔ح۔صاحب فرزندان علامہؒ سے پوچھئے یہ اشاعت ''غیر مجاز'' کیسے ہوگئی؟ جب کہ علامہؒ اپنی زندگی میں ان ساری تحریروں اور کتب کو ادارۂ تنظیم المکاتب کے حوالے کرکے ان کی اشاعت کرا چکے تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کی آخری تحریر ''ترجمۂ صحیفۂ کاملہ'' ان کے فرزندان کے ساتھ اشتراک سے ادارہ سے شائع ہوئی۔ جو چیز علامہؒ اپنی زندگی میں ادارہ کو دے چکے تھے اسکو واپس لینے کا حق ان کی اولاد کو کس قانون شریعت سے ہوتا ہے؟ آپ تو مجتہد ہیں کوئی دلیل ضرور دیں گے۔

مومنین کرام! علامہؒ کی وفات کے بعد جودی صاحب کے ذریعہ فرزندان علامہؒ سے معاہدہ ہوا تھا کہ ہم لوگ معاونین تلاش کرکے اشاعت کتب کے نصف نصف اخراجات مشترکہ طور پر فراہم کریں گے اور نصف نصف کتب تنظیم المکاتب اور انوار العلوم کے درمیان تقسیم ہوں گی۔ مگر صرف ایک کتاب صحیفۂ کاملہ کی اشاعت میں فرزندان علامہؒ نے جزوی تعاون کیا، اس طرح کہ اس کی طباعت پر 1,37,165.99 روپئے خرچ ہوئے، اور اس پر فرزندان علامہؒ کے حسب ہدایت مرحومین کے اوران کے ان وارثوں کے نام لکھے گئے جنہوں نے رقم دی تھی، مگر ادارہ کو صرف تیس ہزار روپئے وصول ہوئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ کیسے جاری رکھا جا سکتا تھا۔ جب فرزندان علامہؒ یا تو اشاعت کتب کے لئے کوئی تعاون نہیں کر رہے تھے یا جزوی تعاون کرکے نصف کتب لے لینا چاہتے تھے۔

فرزندان علامہؒ رقم طراز ہیں: *''اور حضرت علامہؒ کی شان میں مستقل توہین آمیز رویہ اختیار کرنے......''*

یہاں پر صرف اتنا کہوں گا کہ **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ**

فرزندان علامہؒ کا ایک اور بہتان:

''اور سکریٹری ادارہ کی بار بار مختلف امور میں مالی خرد برد کے سبب ہم تمام وارثان حضرت علامہؒ ادارۂ تنظیم المکاتب کو نشر و اشاعت و فروخت پر مکمل پابندی عائد کرتے ہیں۔''

ح۔ح۔صاحب آپ کے توسط سے ان بہتان تراشوں تک اپنا پیغام بھیج رہا ہوں کہ اگر ان کی رگوں میں رزق حلال کا خون ہے تو بار بار نہیں ایک بار ''مختلف امور'' میں نہیں ''کسی ایک امر'' میں مالی خرد برد ثابت کریں۔ اگر میری رگوں میں رزق حلال کا خون دوڑ رہا ہوگا تو سکریٹری شپ سے

الگ ہونے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگاؤں گا۔اور اگر فرزندان علامہؒ کے خون میں رزق حلال کا اثر باقی ہوگا تو وہ ثبوت دیں گے۔

فررزندان علامہؒ بھی ح۔ح۔صاحب کی طرح مسند افتاء پر تشریف فرما ہوکر ''فتویٰ بازی'' کرتے ہوئے لکھتے ہیں: *''.....اور اب یہ عمل (اشاعت کتب علامہ جوادیؒ) غیر شرعی و غیر اخلاقی ہونے کے ساتھ ساتھ غیر قانونی بھی ہوگا۔''*

ماشاءاللہ ''بیت علامہ جوادیؒ'' کے مجتہدین کا فتویٰ ہے!

ح۔ح۔صاحب آپ کی سمجھ میں یقیناً آ گیا ہوگا مگر فرزندان علامہؒ کے اس ''فقیہانہ'' قول کا سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔علامہؒ نے جو کتب اپنی حیات میں ادارہ کو برائے اشاعت دے کر شائع کرادی تھیں ان کا شائع کرنا نہیں بلکہ ان کی اشاعت سے ادارہ کو روکنا غیر شرعی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی عمل ہوگا۔

فرزندان علامہؒ بلکہ ''بیت علامہ جوادیؒ'' کی دھمکی: *''.....خلاف ورزی کی صورت میں ہم ''چارہ جوئی'' کے مجاز ہوں گے۔''*

ح۔ح۔صاحب ملاحظہ فرمایئے قانونی کارروائی اور مقدمہ بازی کی دھمکی کون دے رہا ہے؟ پتہ نہیں علامہؒ کی روح کو ان کے مزاج کے برخلاف ان تہدیدوں اور دھمکیوں سے کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی؟

ح۔ح۔صاحب کی ایک اور ہرزہ گوئی: *''مولانا صابر علی عمرانی صاحب جس خلوص سے تنظیم کی خدمت میں مشغول تھے سب جانتے ہیں مولانا صفی صاحب کے دور میں کیا حالات ہوئے۔''*

ح۔ح۔صاحب پھر وہی غلط بیانی، آپ کے الفاظ میں چھپے جھوٹ کے برخلاف میری سکریٹری شپ کی مدت دو دن کی نہیں ہے، الحمدللہ ۲۲ سال سے یہ خدمت کر رہا ہوں۔جب میں سکریٹری ہوا، اس وقت مولوی صابر صاحب، ''صاحب'' نہیں 'سلمہٗ' تھے اور مولانا مظاہر صاحب کے مدرسہ میں داخلہ کے لئے میں نے ہی ان کا ٹسٹ لیا تھا۔پھر صابر صاحب سیتھل میں پڑھ کر وہیں مدرس ہو گئے تھے۔ایک دن انہوں نے سیتھل سے آ کر گھنٹوں میرے گھر پر وہاں کے حالات کی فریاد کی تھی کہ مظاہر صاحب صلاحیتوں کو کچل کر رکھتے ہیں، انصاف نہیں ہے، کنبہ پروری ہے۔میں نے ہی تنظیم میں ان کو جگہ دی، کانفرنسوں کے ذریعہ قوم سے تعارف کرایا، جب ان کی حیثیت بن گئی تو

انہوں نے بھی الگ ادارہ کھول لیا بلکہ کئی ادارے کھول لئے اور تنظیم کے شعبۂ کتب میں ملازمت کے ساتھ ساتھ اپنی دوکان کرڈالی۔اور آرڈر یہاں کا سپلائی وہاں سے، کے اصول پر گامزن ہو گئے۔ ذرا ان ''مخلص'' کے بارے میں اپنے بھائی سابق پرنسپل صاحب سے پوچھئے کہ انہوں نے صابر صاحب کے کس ''مخلصانہ عمل'' پر ان کو نکالنے کا فوری فیصلہ لیا تھا؟ کیا ہوا تھا کہ فون پر مجھے ان کا ہی مصرعہ ''............بھول گئے'' سنا کر واقعہ سنایا تھا۔مزید اندرونی جزئیات اپنے دوست حیدر مہدی صاحب سے دریافت کر لیجئے۔

صابر صاحب کے خط کا اقتباس:

''ادارہ میں جو صورت حال پیش آئی بیجا الزامات زبانی و تحریری مسلسل ایسے اقدامات کئے گئے کہ مخلصین ادارہ چھوڑنے پر مجبور ہوں۔''

عجیب منطق ہے جو خدمت چھوڑ دے وہ مخلص جو خدمت کرتا رہے وہ چور، بے ایمان، خائن اور اور کچھ نہ سہی تو کم ازکم چاپلوس۔ جو ادارہ کو وسیلہ بنا کر کمائے کھائے وہ خدمت گذار اور جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی حلال کی کمائی بھی ادارہ پر لگائے وہ کچھ نہیں؟

صابر صاحب ان بے جا الزامات کا کوئی نمونہ یا ثبوت پیش کریں گے؟

ح۔ ح۔ صاحب! یہ آپ کے دوست حیدر مہدی صاحب کا پلان تھا کہ دفتر کے اسٹاف، انسپکٹران اور اساتذہ سے باری باری استعفیٰ دلوا کر دباؤ بنایا جائے۔ یہ بات اور ہے کہ ایک دو موقع پرست اور حریص افراد کے علاوہ ان کا جادو کسی پر نہ چل سکا۔صابر صاحب کا یہ استعفیٰ بھی شاید اسی پلان کا ایک حصہ تھا کہ کچھ استعفے فوری طور پر دلوا کر پورے ملک میں اس کی شہرت دی گئی کہ مثلاً منظر صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے اور باقی لوگ بھی دینے والے ہیں۔ کچھ سے استعفیٰ دلوایا گیا تھا اور کچھ کو وقت کے انتظار میں روکا گیا تھا۔اِلیٰ وَقْتِ الْیَوْمِ الْمَعْلُوْمِ

صابر صاحب اپنے دیگر ہمنواؤں کی طرح غلط بیانی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: *''لہٰذا اس گھٹن، بدگمانی، اور بے اعتمادی کی فضا میں ......''*

اتنا ہی کہوں گا کہ الحمدللہ ایسے نام نہاد مفاد پرست ''مخلصین'' کے جانے کے بعد ادارہ میں

اب نہ کوئی گھٹن ہے نہ کسی سازش کا ماحول، نہ کوئی کسی کی توہین کرتا ہے نہ الزام لگاتا ہے۔ادارہ میں گھٹن صرف ان لوگوں کو محسوس ہوئی جو ادارہ کو ادارہ نہیں دوکان سمجھ کر دنیوی اغراض سے آئے تھے اور ان کے اغراض پورے نہ ہوسکے۔

پولیس رپورٹ:

جس کا خلاصہ خود ح۔ح۔صاحب نے نقل کیا ہے۔اس سے سچائی واضح ہے، نہ مولانا آصف صاحب پر غبن، غنڈہ گردی، مجرمانہ حرکات کا الزام ہے نہ گلزار صاحب پر۔ یہ سارے معاملات حیدر مہدی صاحب سے متعلق ہیں جن کا ثبوت بھی رپورٹ کے ساتھ لگایا گیا ہے۔اوران ثبوتوں کو دیکھ کر ہی پولیس افسر نے عدالت میں چارج شیٹ داخل کی ہے۔حیدر مہدی صاحب نے جامعۃ الزہرا کا چارج نہ دینے کے علاوہ لاکھوں روپئے کا حساب نہیں دیا ہے اور ادارہ کی رسید بک بھی واپس نہیں کی ہے جس پر نہ معلوم انہوں نے کتنی رقم کی وصولی کی ہے۔حیدر مہدی صاحب نے کاغذات میں خوب الٹ پھیر کی ہے۔تمام کاغذات اور رجسٹروں حتی کہ جامعۃ الزہراء کی عمارت پر سے بھی تنظیم المکاتب کا لفظ ہٹادیا ہے صرف اتنا ہی نہیں جامعۃ الزہراء سے بانیٔ تنظیمؒ کی تصویر بھی ہٹادی گئی ہے۔

حیدر مہدی صاحب کے علاوہ رپورٹ میں باقی تمام افراد کا ذکر اس سازش کے تحت آیا ہے جو الیکشن کے نام پر پمفلٹ بازی اور مراسلہ بازی، فون اور ای میل کے ذریعہ کی گئی، مذکورہ افراد کے علاوہ جس سازش میں بانیٔ تنظیمؒ کے بھتیجے اور مسٹر ح ح بھی شامل ہیں جس کا ثبوت خود پیش نظر کتابچہ ہے۔

ایک اور خط کے عنوان سے ح۔ح۔رقم طراز ہیں: *''حالات روز بہ روز بگڑتے دیکھ کر مولانا منظر صادق صاحب (پرنسپل جامعہ امامیہ تنظیم)......''* (ح۔ح۔صاحب پرنسپل نہیں سابق پرنسپل)

''سید ظفر عسکری صاحب، سید باقر عسکری صاحب، (غلام عسکری صاحب بانیٔ تنظیمؒ کے بھتیجے)''

ح۔ح۔صاحب !اس رشتہ کا بار بار ذکر کرکے آپ کیا جتانا چاہتے ہیں؟ اگر بھتیجہ ہونا کسی حق کا ثبوت ہے تو کیا بھانجہ ہونا نہیں ہے، بھانجہ اگر وارث نہیں ہوتا تو پھر میری معلومات کے مطابق آپ کراری ضلع کوشامبی کے رہنے والے ہیں، غازی پور ضلع مظفر نگر میں ایکڑوں زمین کے مالک کیسے ہوگئے۔؟

''مولانا میثم زیدی صاحب (بانیٔ تنظیمؒ کے استاد کے پوتے)''

ح۔ح۔صاحب پوتا تو دور کی بات حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی کافر نکل گیا تھا۔ ایک طرف تو آپ کے گروہ کا یہ نعرہ ہے کہ تنظیم پر خاندان کا قبضہ نہیں ہونے دیں گے اور دوسری طرف آپ رشتوں کی دہائی دیئے چلے جارہے ہیں۔

ح۔ح۔صاحب کی تحقیق انیق: *"مولانا حیدر مہدی صاحب (جامعۃ الزہرا کے مدیر اور سابق میں مولوی صفی حیدر کے دست راست)"*

ح۔ح۔صاحب آپ کو جامعۃ الزہراء کے ساتھ تنظیم المکاتب لکھنے سے کیوں گریز ہے؟

ح۔ح۔صاحب! حیدر مہدی صاحب جامعۃ الزہراء تنظیم المکاتب کے مدیر نہیں مسئول تھے۔ انہیں تنظیم کی مجلس انتظام نے ہٹا دیا ہے، آپ کے ماموں بھی جس کے بنیادی رکن ہیں، جنہوں نے زمانہ ہوا مجھ سے کہا تھا کہ اس شخص (حیدر مہدی صاحب) سے ہوشیار رہئے گا، یہ اعتبار کے قابل نہیں ہے، اور آپ اب بھی انہیں مدیر لکھتے ہیں، ولی فقیہ ہیں نہ آپ؟ کیا یہی آپ کا تدین ہے کہ ایک غاصب کی حمایت کر رہے ہیں اور برخواست کئے جانے کے باوجود اسے مدیر لکھ رہے ہیں۔ یہ تو بتایئے جب کہ آج آپ حیدر مہدی صاحب کے ساتھ کھڑے ہیں تو کل جب وہ آپ کے خاندان میں رشتے کے خواہاں تھے تو آپ کیوں آڑے آ گئے تھے؟ اس وقت ان میں کون سی خرابی تھی اور اب کیا خوبی پیدا ہو گئی ہے کہ ان کی حمایت میں آپ دین فروشی اور کذب و بہتان پر اتر آئے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ دونوں کے دھندے مشترک ہیں۔

ح۔ح۔صاحب! حیدر مہدی صاحب میرے دست راست کبھی نہیں رہے، وہ جامعۂ امامیہ میں مدرس تھے اور جامعۃ الزہرا کے مسئول۔ ادارہ کی اصل خدمت اور کارنامہ تو مکاتب ہیں۔ باقی سب اس کے ذیلی خدمات اور نتائج ہیں چاہے جامعہ امامیہ ہو یا جامعۃ الزہراء۔ حیدر مہدی صاحب نے ان دونوں شعبوں میں ملازمت کے علاوہ ادارہ کے دوسرے شعبوں میں کبھی کوئی خدمت نہیں کی۔ نہ تبلیغی دورے کئے، نہ کانفرنسوں میں تقریریں کیں، ہاں کبھی کبھی کانفرنسوں میں شرکت کر کے صرف اپنی شناخت بنانے کے لئے تنظیم کا پلیٹ فارم ضرور استعمال کیا۔ اسی طرح انہوں نے نہ شعبۂ نشر و اشاعت کے لئے کبھی ایک سطر لکھی یا ایک صفحہ کی پروف ریڈنگ کی، نہ ادارہ کے لئے مالیات کی فراہمی میں کوئی تعاون کیا بلکہ ہمیشہ ادارہ کے معاونین سے اپنے گھریلو اداروں کے لئے رقوم وصول کیں۔ وہ میرے

دست راست قطعاً نہیں تھے صرف حالات کی مجبوری نے ہمیں جمع کر رکھا تھا ورنہ وہ زندگی بھر پیٹھ پیچھے سے چھرا گھونپتے رہے۔

منظر صاحب وغیرہ کا خط مجلس انتظام کے نام

اس خط پر منظر صاحب، حیدر مہدی صاحب اور میثم صاحب کے ساتھ ساتھ ظفر عسکری اور باقر عسکری صاحبان کے بھی دستخط موجود ہیں۔ مدرسین کے ساتھ غیر متعلق افراد کے دستخط اس کا بین ثبوت ہیں کہ یہ ایک ''اقتدار اور پیسہ کے بھوکے گروہ'' کا ''پہلے مل کر مار گراؤ پھر مل بانٹ کر کھاؤ'' کے اصول پر حملہ تھا، اگر اس خط میں جو کچھ لکھا گیا تھا درست ہوتا تو مجلس انتظام کے رکن جناب جواد الحید ر صاحب اس تجویز کا مسودہ نہ بناتے جس میں ان حضرات کے دشمنان تنظیم کے آلۂ کار بن جانے کا ذکر تھا اور ان حضرات کو اپنی روش تبدیل کرنے کی نصیحت کی گئی تھی۔ اور نہ ہی یہ تجویز اتفاق آراء سے منظور ہوتی، کم از کم مولانا آصف صاحب ہی اس سے اتفاق نہ کرتے۔

بحران کا سبب اور اس کا حل کی سرخی کے تحت ح۔ح۔ صاحب کی قابل مآبی: *''اگر تنظیم المکاتب کو خاندانی جائیداد مانیں تو تنظیم پر بانی تنظیم کے سگے بھتیجوں کا حق ہے، ان کے ہوتے ہوئے اگر کوئی غیر قابض ہے تو وہ غاصب ہو سکتا ہے شرعی وارث نہیں۔''*

یا حضرتِ ح۔ح۔!! تنظیم المکاتب کسی کی جائیداد نہیں دینی ادارہ ہے، اس کا دستور العمل ہے، نظام ہے، اس کی اکثر ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے عالم دین ہونا شرط ہے، نمایاں خدمات ہونا شرط ہے ''بھتیجہ''، ''بھانجہ'' ہونا نہیں۔ اس کی خدمت کی کوئی تنخواہ نہیں ہے، اس کی خدمت سے کوئی مادّی صلہ نہیں ملتا۔ یہ فی سبیل اللہ خدمت ہے، صرف آخرت کا کام ہے۔

پھر بھی تھوڑی دیر کے لئے اگر آپ کی بات مان لیں کہ تنظیم المکاتب بانی تنظیمؒ کی چھوڑی ہوئی جائیداد ہے تو یہ فتویٰ آپ کہاں سے لائے کہ *'' اس پر صرف '' سگے بھتیجوں'' کا حق ہے ان کے ہوتے ہوئے کوئی قابض ہے تو غاصب ہے''*، شاید آپ کا اشارہ میری طرف ہے کیونکہ میں بانی تنظیمؒ کا بھانجہ ہوں، آپ تو بہت بڑے ''عالم''، ''قابل''، ''فاضل'' آدمی ہیں آپ کو کیسے نہیں معلوم کہ شریعت میں جیسے بھائی کی اولاد وارث ہوتی ہے ویسے ہی بہن کی اولاد بھی وارث ہوتی ہے صرف حصے کا فرق ہوتا ہے۔

ح۔ح۔ صاحب ! میں تو تنظیم پر قابض نہیں ہوں کیونکہ وہ کوئی جائیداد نہیں ہے بلکہ دستور العمل کے تحت ادارہ کی خدمت کر رہا ہوں مگر یہ تو بتائیے کہ آپ غازی پور کی اتنی بڑی جائیداد کے مالک کیسے ہوگئے؟ میری اطلاع کے مطابق تو آپ مولانا آصف صاحب کے بھانجے ہیں بھتیجے نہیں ہیں۔ پھر تو آپ اپنی دلیل کی روشنی میں خود بھی غاصب ہوئے، پہلے خود کو اس غصب سے بچائیے پھر دوسروں کو نصیحت کیجئے۔

ح۔ح۔ صاحب پھر اپنے کو ''حکیم امت'' قرار دیتے ہوئے اظہار قابلیت فرماتے ہیں :

''........اس لئے سکریٹری شپ سے کسی ایک فرد کا چپک جانا ہی موجودہ بحران کا اصل سبب ہے۔''

مسٹر ح۔ح۔ دستور العمل کے مطابق سکریٹری تین سال کے لئے ہوتا ہے اور صدر سکریٹری کو معین کرتا ہے۔ مجھے پہلی بار اور پھر بار بار (چار یا پانچ بار) علامہؒ نے سکریٹری بنایا پھر مولانا کاظم رضا صاحب مرحوم نے علامہؒ کے اس فیصلہ کو باقی رکھا اور اس کے بعد مولانا شمیم الحسن صاحب قبلہ صدر ہوئے تو مجھے ہی سکریٹری بنایا۔ تنظیم المکاتب کے دستور العمل میں کہیں یہ قید نہیں ہے کہ دو بار سے زائد کوئی صدر یا سکریٹری نہ ہو چنانچہ بانی تنظیمؒ بھی ۱۹۶۸ء سے ۱۹۸۵ء تک سکریٹری رہے تھے۔

ح ح صاحب تنظیم کا دستور العمل بانی تنظیم کا بنایا ہوا ہے اس پر تبصرہ سے پہلے ذرا ہوش کے ناخن لیجئے۔ آپ کے ماموں صاحب نے کیوں دستور العمل میں اس تبدیلی کا مطالبہ نہیں کیا کہ کسی کو دو ٹرم (Term) سے زیادہ سکریٹری نہیں ہونا چاہئے۔

ح۔ح۔ صاحب میں سکریٹری شپ سے ''چپکا'' نہیں ہوں، آپ کے ''غول'' کے حد سے زیادہ ستانے کے بعد میں نے استعفیٰ بھی دے دیا تھا مگر تمام حاضر (۱۸ میں ۱۲) ارکان نے مجبور کر کے میرا استعفیٰ نامنظور کر دیا جس میں مولانا آصف صاحب، مولانا ظفر عباس صاحب، جناب پیام اعظمی صاحب، مولانا نعیم عباس صاحب، اور مولانا تصدیق صاحب بھی شامل تھے۔ میں آج بھی سکریٹری کی ذمہ داریاں چھوڑنے کو تیار ہوں جو صاحب بھی ''ملک'' یا ''بیرون ملک'' سے اس ذمہ داری کو ادا کر سکتے ہوں سامنے آکر صدر ادارہ کو اپنی خدمات پیش کریں۔

مومنین کرام! آپ کا بہت وقت لیا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں، ممکن ہے بعض قارئین یہ

سوچ رہے ہوں کہ جواب دینے کی کیا ضرورت تھی لہٰذا اس سلسلہ میں عرض ہے کہ عرصے سے بے خبر مومنین بالخصوص ادارہ کے ممبران اور معاونین کو اِن گمراہ کن تحریروں کی ترسیل کا سلسلہ جاری ہے۔ (غالباً مدیر صاحب نے ادارہ کے سابق ملازم اپنے رشتے دار کے ذریعہ ادارہ میں موجود معاونین و ممبران کے پتے حاصل کر لئے تھے) بعض سادہ لوح حضرات ان غلط بیانیوں پر آنکھ موند کر بھروسہ کر لیتے ہیں اور بعض حضرات ح۔ح۔صاحب کے اتنے مرید ہیں جو ان کی غلط بیانیوں سے متاثر ہو کر سماج کے دیگر افراد کو گمراہ کرنے نکل پڑتے ہیں۔جس سے ادارہ کے لئے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

محافظتِ ادارہ کے نام پر ادارہ کو مٹانے کی سعی ناکام کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ممبئی کے ایک معاون کو صدر ادارہ کے نام فرزندان علامہ جوادیؒ کے خط کا انگریزی ترجمہ دیگر گمراہ کن تحریروں کے ساتھ بھیجا گیا جس سے وہ وقتی طور پر متاثر ہوئے اور کچھ عرصے کے لئے انہوں نے اپنا تعاون روک دیا۔مگر جب انہیں حقائق بتائے گئے تو انہوں نے دوبارہ تعاون شروع کر دیا۔اسی لئے ہمیں کبھی کبھی ایسی گمراہ کن تحریروں کا جواب دینا پڑتا ہے۔تاکہ سادہ لوح مومنین کے دلوں میں ادارہ کے لئے غلط فہمی نہ پیدا ہونے پائے۔

مومنین کرام کی خدمت میں دردمندانہ گذارش ہے کہ دوست نما دشمنان تنظیم کو پہچانیں،افواہوں پر دھیان نہ دیں،ادارہ کے متعلق یا خدمات گذاران ادارہ کے متعلق کوئی منفی (Negative) بات سنیں تو ذمہ داران ادارہ بالخصوص حقیر سے براہ راست دریافت کر لیں اور غلط فہمی کا شکار ہو کر خود کو کار خیر سے اور ادارہ کو اپنے تعاون سے محروم نہ کریں۔

ادارہ،بانیٔ تنظیمؒ کے خلوص،للّٰہیت،ایمانداری،امانتداری اور خوف خدا و آخرت پر مبنی خطوط پر آج بھی گامزن ہے اور انشاء اللہ ظہور حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک یہ خدمت تیز رفتاری کے ساتھ جاری رہے گی۔وَآخِرُ دَعوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ

وَالسَّلامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ

سید صفی حیدر

سکریٹری تنظیم المکاتب،لکھنؤ